

جَبْرِيلُ نَبِيُّ بَرِّ



Printed at Manohar Press, Sargobha & Published at Bhera
by M. Zahur Ahmed Bugvi.

عبدی خوشبوی

بَيَادِكَ حَسْنَ

علیٰ حضرت جامع الشریعت والظرائق فخر الحلال ارقدوۃ الشّلکین
زبدۃ العارفین مام عاشقین مولانا الحاج محمد فالگنگوی فور اللہ مرقہ
اخڑاض و مقاصد

- (۱) اندر وی و بیرونی مطلوں سے اسلام کا حفظ۔ تبلیغ و اشاعت اسلام (۲) اصلاح میتوں
(۳) احیاء و اشاعت علوم دینیہ۔

قوایعد و ضمائر

(۴) رسالہ کی عاقیبیت و درود پیغمبر مسالانہ مقرر ہے۔ مگر جو صاحب پاچھر پوچھیا اس سے زیادہ رقم بغرض
اعانت مدرسال فرمائیں گے۔ وہ معادن خاص مقصود ہوں گے۔ ایسے حضرات کے اسماً گرامی
شکریہ کیسا کھدا درج رسالہ پیغمبر کے (۵) غریب اور مظلوم شخاص اور طلباء دیکھئے رعائی قیمت
ڈیڑھ درود پیغمبر مسالانہ مقرر ہے (۶) مہربان حزب الانصار اور حزب الانصار کے معادن کی خدمت
میں رسالہ بالمعاذ و کعبہ جامیگا جیزہ میری کم از کم چار آنہ ماسیہ مقرر ہے (۷) جو صاحب کم از کم
پانچ خریداروں کے۔ وہ معادن میں شمار ہوں گے۔ معادن کی خدمت میں ان کی خواہش پر ایک
سال کے لئے رسالہ مفت چاری لیا جائیگا۔ (۸) بذریعہ دی پی ارسال کرنے پر ۲۰۰ زیادہ خرچ
ہوتے ہیں۔ نیز بعض اصحاب دی پی۔ والپس کروتے ہیں۔ اس لئے دفتر کا نقصان ہوتا ہے
لہذا جذب خریداران زد چشمہ بذریعہ منی اگر در ارسال فرمایا کریں (۹) عنوان کا پرچہ سر کا نکٹ کرنے
پڑیگا۔ درست نہیں بھیجا جائیگا۔ (۱۰) رسالہ میرا مگر زیری مادہ کی ۴۰ تاریخ کو بھیرو سے ڈاک
میں ڈالا جاتا ہے۔ چونکہ رسائل کے چوبیں کی آجھکل کثرت ہے۔ اس لئے جس صاحب
کو نہ ملے۔ وہ نیک سے پہلے اطلاع دیں۔ ورنہ دفتر زدہ وارنہ ہو گا۔ جملہ خط و کتابت و قریں
کام

صیحہ رسالہ:- مسالہ شمس اسلام پنجاب ہونی چاہئے

شمس نامہ شریف

بیڑہ

جلد ۲ نومبر و اکتوبر ۱۹۳۱ء مطبخ احمدی ولی جمادی انشائی نمبر ۹۰۷

نمبر	عنوان	مضمون	نمبر
۱	باب التفسیر	۱۷ غزل الغتیہ	۱۶
۲	باب الحدیث	۱۸ مرزاۓ قادریان کے	۱۵
۳	تحقیق مسائل	۱۹ حالات زندگی	۱۴
۴	عقیدت نظر در بارہ سیال شریف	۲۰ کادیانی کذاب کے	۱۳
۵	سلک جواہر	۲۱ پچاہیں تھبتو	۱۲
۶	عرض حال	۲۲ قادیانی خطاب احتمال	۱۱
۷	لطیفہ	۲۳ الشاچوں کو توال کوڑا نئے	۱۰
۸	کوڑا فتح خان فلیح شاہ پور میں	۲۴ مخلصانہ پینام	۹
۹	سکھا شایی	۲۵ قادیانی حبظاً احتمال	۸
۱۰	موضع دستے علاقہ ساہیوال میں	۲۶	-
۱۱	نشاندار جانشی	۲۷	-
	پیرہ بھوپالیک فاضل نو مسلم لیکچر	۲۸	-
	پس مندانوں کی حستناک ملکیتی	۲۹	-
	بھولی داستان	۳۰	-

الحضرات

حیات سمع علیہ اسلام

مباحثہ ہر یا میں بتائیج ۱۹۷۷ء میں عسکری مفتی علم رفیق صاحب حرم
سیاولی نے دلائل فتنیہ سے عینی شام کا بجدہ العذری آئندہ بیان زندہ
انعاماً جاناً اس خوبی سے شعبت علیہ امام کمیری اُنی شاعر طالعین مس کھجور اگی ساؤ
آخر تک ان زبر و سمت دلائل کو توڑنے سکا۔ مانظرہ لی ہو دیوار نام المظفر اڑا
پی کشف القاریانی چھپ چکی ہے۔ اس میں سے وماقتلوایعنیاباً بر رفع
اللہیہ (واللہیہ) پرفی صاحب کی تقریر قاریں کے فائدہ کے لئے نعم کیا تی ہے مل دیہ
قولہ تعالیٰ وَقُولُهُمْ هَنَا قَتْلَنَا الْمَسِيحُ عَيْنِيْ ابْنُ مَرْيَمٍ سَوْلُ اللَّهِ عَمَّا قَاتَلُوا
وَمَا أَصْبَحُوهُ وَلَكُنْ شَيْهُ لَهُمْ وَلَنَ الَّذِينَ هَخْتَلَفُوا فِيهِ لَهُ شَيْبٌ مُّنْهَا مَلِمْ
بَهْ مِنْ عَلَمَ الْأَمَّاتِ الْكَلْنُ وَمَا قَاتَلُوهُ يَقِيْنًا بَلْ رَفْعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ
عَزَّزَهُ أَحْكَمَا (النساء) یعنی یہوداں قول کی وجہ سے ربی معلوم ہوئے کہ ہم نے مسیح
ابن مریم رسول اللہ کو قتل کر دیا۔ حالانکہ انھیں تھے اس کو نہ قتل کیا۔ اور نہ یہی دار رہا سکو
پڑھایا۔ لیکن ان کے شیع واقعہ کیلئے۔ بیشک وہ لوگ جھوٹ نہیں اس کے بارے میں
مختلف کیا۔ اللہ وہ اس کے شک میں نہیں۔ کہ ان کو اس کا لوگی ٹھہر نہیں سوا سکتے
طن کے

اد اپنے سے یعنیا اس کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ اور تعالیٰ سے اس کو اپنے اپنی طرف
انھیں اور انتہی تعالیٰ غالباً کامل القدرة حکمت حکمت والا ہے۔

اس آئت میں نقہ بدل رفعه اللہ ایلہ اس بات پر زبردست اور حکم دہیل ہے
کہ حضرت عیسیٰ زندہ بجدہ العنصری انسان پر اٹھائے گئے ہیں۔ کیونکہ انت اربیں
سرخ کے حقیقی معنی اور پر کی طرف اٹھا نا ہے۔ رفع برو ہشت و هو خلاف الوضع
(صراح جلد ۲ ص ۱۷) رفعہ ل مقعدہ ضد و صدعاً (قاموس مکہ ۱۶) رفعہ رفعاً

بیو اشستہ اور اخلاق و فضیل و منفی (الا بی مثکل) اور آئت رَقَعَ أَبُوئِهِ عَلَى الْعَرْقِ (یعنی حضرت یوسف نے اپنے والدین کو تخت کے دو پرچھڑیا یا اسی درفع اجسام میں حقیقی طور پر اپنی طرف حرکت اپنی اور ترقی ایسا کافی مراقبہ کی مدد درفع مخالف ہیں مگر اس سب قاعداً اور درفع الی اللہ سے حقیقی طور پر درفع الی اللہ سے اونچیں ہو سکتیں۔ کیونکہ تخت تھا نے لا امکان ہے اور یہجاً ظاہر صفت علم و خیرہ اس کو تمام کرنے کے ساتھ ایک ہی نسبت ہے بلکہ درفع الی اللہ سے مراقبہ امکان پر احتساب ہے جو فرشتہ پاک ہستیوں کا مقرب ہے جن کی خشان لا مصروف اٹھتا ہے اور ہم و یہودیوں کا ملتوی مراد (التحریر)

شہادت دفعہ اور نبی ہے۔ یعنی اللہ کی نازمی نہیں کرتے جو وہ نہیں حکم سے اونچیں نہیں حکم لتا ہے کرتے ہیں)

الملائكة اور حديث عن ابی هریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال الملائكة يتقاقيون ملاذكہ بالليل و ملاذكہ بالنهار و يجتمعون في صلوٰة الغروب و العصوٰة ثم يرجعوا لله الذين باقوٰ فیکم سالم لهم و هو اعلم بهم کیف تکدر عبادی فقلو تو کنامہ یصدّون و لایتنامہ بصدّون۔
خدی جلد امتحن اسی سعی کے مراد ہے کہ ثابت کرتی ہے۔ (یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا مذکور شد کرتے ہیں کہ حضرت مولیٰ ائمہ علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ فرشتہ آگے پیچے آنے سے بکار رات کو کچھ دن کو اور نماز صبح اور نماز عصر دونوں آنے ہو جاتے ہیں۔ پھر چوڑا جاتے ہیں طرف اللہ کا وہ فرشتہ جہوں نے رات گزاری تھا رے میں۔ پھر اللہ تعالیٰ کرتا ہے ملا کر کوہ اعلیٰ پر کیں حالت میں تم نے میرے بندوں کو چھوڑا۔ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ان کو نماز پڑھتے ہوئے چھوڑا۔ اور جب ہم ان کے پاس گئے۔ تو وہ نماز پڑھتے تھے۔ کیونکہ اس حدیث میں عروج الی اللہ سے موجع الی اللہ امراء ہے۔ اور عروج الی اللہ اور صعود الی اللہ اور درفع الی اللہ کی ایک ہی صورت ہے۔ اور حدیث یُرْفع الیہ عمل المخلوقین مل جملہ انسان (صحیح مسلم مدلائل ص ۹۹) یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف مل رائے کے

امحایے جاتے ہیں۔ پہلے عملِ دن کے اسی معنی کے مراد ہونے کے لئے مرتد ہے۔ بلکہ یہ حدیث آیت الیہ یصعد الکلم الطیب و عمل الصالح یرفعہ کی تفہیر ہے۔ (یعنی اسکی طرف چڑھ جاتے ہیں۔ ملکے پاک اور عالم نیک کو اتنا امتحانیتا ہے)۔ اور مرزا صاحب آست بیل رفعۃ اللہ علیہ کے ذیل ہیں لکھتے ہیں: "کہ رفع سے مراد رفع کا عزت کے ساتھ اٹھایا جانا ہے۔ جیسا کہ وفات کے بعد بوجب نص قرآن اور حدیث صحیح کہہ رکیں مون کی روح ہوت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف اٹھائی جاتی ہے" (اذالہ اوہام ص ۱۰۲۹) اور نیز مرزا صاحب لکھتے ہیں: "جیسا کہ تقریں کے لئے ہوتی ہے۔ کہ بعد مدت ان کی رہیں علیتین تک بہنجانی ہاتی ہیں" (ذرا لہ اوہام ص ۱۰۲۸) اور نیز لکھتے ہیں: "بلکہ صریح اور بدیہی طور پر سیاق و سبق قرآن شریف سے ثابت ہو رہا ہے۔ کہ حضرت علیہ کی فوت ہوئے کے بعد ان کی روح آسمان کی طرف اٹھائی گئی" (اذالہ اوہام ص ۹۹)

ان عبارات منقولہ سے صاف ظاہر ہے۔ کہ مرزا صاحب کے نزدیک بھی رفع الی استر سے مراد آسمان کے اور پر اٹھائے جانا ہے۔ کیونکہ آپ جب ارواح کے اٹھائے جانے کے قائل ہیں۔ اور ارواح کا اٹھایا جانا آسمان کی طرف ہوتا ہے۔ جیسا کہ آپ بھی اسے علیتین اوہام کے لفظ سے تغیر کرتے ہیں۔ تو آئت بیل رفعۃ اللہ الیہ میں آسمان کی طرف حقیقی طور پر اٹھائے جانا آپ کے نزدیک علم عیشہ۔ پس تازہ صور اختلاف اس باتیں ہے۔ کہ فقرہ بیل رفعۃ اللہ الصلیلہ میں حضرت عیسیٰ مجیدہ النصری ہر فوج ہونے کا بیان ہے۔ یا بعد موت ان کے روح مرفع ہونے کا ذکر ہے اب ہم چند وجوہ سے رفع روحانی فقط کا ابطال کرنے ہیں۔ اور رفع جسمانی دروحانی معا کا اثبات کرتے ہیں۔

پہلی وجہ

یہ کہ انا قتلنا مسیح عیسیٰ ابن مریم میں قتلنا کا مفہول یہ جس پر نیز عیہ و قتل کا درج ہوا ہے۔ وہ مسیح ہے۔ اور یہ امر ہائی رکھنے ہے۔ کہ قتل کے

نہ فقط جسم ہے۔ اور نہ ہی نقطہ روح بلکہ جسم مع الروح یعنی زندہ انسان پسند تابت ہو۔ کیہ یہود کا یہ زعم ہے کہ ہم نے مسیح کو قتل کر دیا ہے۔ جو قبل از قتل زندہ تھا یعنی اس کے جسم اور روح کے درمیان ہمدریتہ قتل تفرقی کر دی ہے۔ اور چونکہ ماقتلہ و ماقتلہ کو اور وما قاتلہ و ماقاتلہ کو یقیناً یہود کے فرموم باطل کی تردید ہے۔ اسی لئے نقی قتل اور نقی صلیب اس بعینہ مسیح سے ہوگی۔ جو عبارت جسم مع الروح سے ہے یعنی زندہ مسیح۔ ہر سہ صنیف منصور متصل ہو: مَا قاتلُواهُ وَمَا قَاتَلُوهُ وَمَا قاتلُواهُ يَقِيْنًا میں ہیں۔ ان کا مرتع بھی مسیح زندہ ہوگا۔ اور یہ بات بالکل ہمہ نہیں ورنہ کی طرح روشن ہے کہ ضمیر منصوب متصل ہو: بَلْ رَفْعَةُ اللَّهِ إِلَيْهِ میں ہے۔ اس کا مرتع بھی وہی بعینہ مسیح زندہ ہے۔ جو ہر سہ ضمائر منصوب متصل سابقہ کا ہے۔ پس ثابت بالدلیل ہے۔ کہ حضرت مسیح عیسیٰ بن میریم زندہ بجذبہ العنصری آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ نعم۔ روح۔

دوسرا وجہ

یہ کہ مَا قاتلُواهُ يَقِيْنًا بَلْ رَفْعَةُ اللَّهِ إِلَيْهِ بِقُرْبَتِهِ تصر قلب و نقی بلکہ بل ابطالیہ جو بعد نقی کے راقعہ ہے۔ اور بل ابطالیہ میں جو بعد نقی کے واقعہ ہو صورتی ہے کہ صفت بسطاء اور صفت مشتبہ کے درمیان صفتیت ہو۔ دیکھو! مَمْ يَقُولُونَ بِهِ حِثَّةً بَلْ جَانَهُمْ یا بِالْحَقِّ (مومنون) یہ امر بالکل ظاہر ہے۔ کہ ایک چیز کا نہ ہونا اور ایمان باختہ ہونا سعدیز ہے۔ اور یہاں ہم خوی نقی ہے۔ اور دیکھو! مَمْ يَقُولُونَ أَبْتَالَتَاسَكُو الْمُهْتَنَالشاعر جھونوں بَلْ جَاءَ بِالْحَقِّ (صفات) میں بھی یہ امر روشن ہے۔ کہ ایک ہیز کا شعر و حکون ہونا۔ اور ایمان باختہ ہونا ناممکن ہے۔ اور دیگر نظائر قرآنی بھی بہت میں پس الگیں سفر ہم اللہ الیہ سے رفع دو حکانی اور اعزاز مداری جائے۔ تو صفت بسطاء یعنی قتل المیح اور صفت مشتبہ یعنی رفع المیح کے درمیان صفتیت متصور نہ ہوگی۔ کیونکہ قتل اور رفع دو حکانی اور اعزاز کا جمع ہونا ناممکن ہے۔ جب مقتول مقبر میں سے ہو۔ اور اگر یہ ماریجا دے۔ کہ حضرت عیسیٰ کب دو حکانی مفروض ہوئے۔ تو صفتیت متصور ہوگی۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ اگر مقتول نہیں۔ تو پھر زندہ

بجسہ وہ العصری مرفوع ہمیں ہو سکتے۔ اور اگر زندہ بھی وہ العصری مرفوع ہو تو پھر مقتول نہیں۔ و نیز وَقُولُهُمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمُسْتَحْيِجَ سے ظاہر ہے کہ یہود کا اقتدار جو خالص ہیں مسلم کے یعنی خدا کے کرم کے عکس ہے اس لئے زَمَانًا قَتَلُوا نَفِينَ بِلِلْفَعْنَوْمِ اللَّهُ أَلِيهِ أَنْ يَبْشِّرَ قصر قلب ہے۔ اور قصر قلب بروز تحقیق ہل معانی گویہ لازمی نہیں کہ دعویٰوں و صفوں کے دلیل اس نافی و ضدیت ہو لیکن یہ ضروری ہے کہ احادیث صفين و درسی صفت کا ملکوم نہ ہو تاکہ مخاطب کا اعتقاد بر عکس متكلم مقصود ہو۔ اور یہ امریکی ہے کہ رفع روحاں و اعزاز اس قتل کو ہے جس نے مقتول مقرب ہیں سے ہو۔ پس ثابت بالدلیل ہوا کہ حضرت عیسیٰ بن سریم زندہ بجسہ العصری زمانہ گزشتہ ہیں آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ نہ نقطہ روح۔

خلاصہ یہ کہ اس آنحضرتیں فقولی رفعہ اللہ الیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ بجسہ العصری مرفوع الی السماء، ہونے پر زبردست اور محکم دلیل ہے۔ کیونکہ اس فقرہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شخصی طور پر نام اور ذکر ہے۔ اور صیغہ صحتی کا ہے۔ اور جملہ خبر یہ تبخر ہے میں ایمڈ کرتا ہوں۔ کہ میرے متاذ صاحب وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اثبات کے لئے قرآن کریم کا ایسا ہی فقرہ پیش کریں گے۔ جو ان تمام صفات مذکورہ کا جامع ہو۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ آسمان پر اس جسم خاکی کا جانا محال ہے۔ تو اس کا جواب انتہ تعالیٰ نے خود تعلیم فرمایا ہے۔ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا عَلَى أَنْتَهَا عَلَى الْأَنْتَهَا فَلَمَّا قَدِرْتَ وَلَا سَتَے۔ گو حضرت عیسیٰ مرنی سینیت سے تو صد عوالي السماء کے نامکن ہو نیکا خیال گزرتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ قدرت کا ملک کے سحاظ سے وہ بالکل مکن ہے۔ اس لئے بل رفعہ اللہ الیہ میں رفع کا فاعل خود اللہ تعالیٰ ہے۔ اسی وجہ سے اسم اللہ تعالیٰ کا لایا گیا ہے۔ جس کے معنی اذات سبحان صفات کا ملک ہے۔

اگر اعتراض کیا جائے۔ کہ جب دیگر رسولوں کو زمیں محفوظ رکھا گیا۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر بھاگ کر محفوظ نظر کئیں میں کیا حکمت ہے؟ تو اس کا مجراب

بھی ارشاد نہ لئے حکیم کے ساتھ رہا ہے یعنی انتہ تحلیلے حکیم ہے۔ اور حکیم کا فعل
حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش مبنی ہے اب
سنن قده نہیں ہو سے۔ بلکہ آپ کی پیدائش نفع روح القدس عالم الامر میں کام کرنے سے
جیسا کہ وہ میسیح بن شریف ولہ راک بھیتاً مریم، سے ظاہر ہے لپس آپ کو کمال تشبیہ
بالملکت حاصل ہے۔ لہذا یا جان افطرت حضرت عیسیٰ کے حکمت ایزدی کا یہی اتفاقنا ہے
کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان پر بجا کر حفاظ رکھا جائے۔ حاصل یہ کہ اس زنگیں نعرو
بل رفعہ اللہ الیہ سے حضرت عیسیٰ کے نزدہ بجد المصری آسمان پر اٹھا جائے
کے سروائے اور کوئی صحتی مراد نہیں لیا جا سکتا۔ تو اگر لفظ رفع کسی اور جگہ کسی دیگر صحتی
میں ستعمل ہو۔ تو مضر نہیں لیکن تو بھی لفظ کے لئے عام طور پر ستعمل فہرستی کثیرہ ہے
کرتے ہیں۔ دیکھو کہ قرآن کریم میں عموماً لفظ مصباح سے مراد کو کب یعنی ستارہ ہے
لیکن لفظ مصباح جو صورہ نور میں ہے۔ اس سے مراد چراغ ہے۔ اور دیکھو صلوٰۃ
سے مراد عموماً عبادت یا رحمت ہے۔ مگر بعض تصاویر سے مراد مقامات ہیں وغیرہ
ملی ہزا۔

اب میں ایک قاعدہ مسلمہ اسلامیہ سے اس سلسلہ حیات کو حل کرنا ہوں۔ جو
قرآن نے صاف لفظوں میں بیان فرمایا۔ انز لبنا ایک الذکر لتبیین للناس
ما نزل اليهم رب یعنی ہم نے قرآن کریم تجھ پر اس لئے آثار ہے۔ کہ تو (اسے نبی) اس کا
مطلوب واضح کر کے لوگوں کو سمجھادے۔ اس آئت سے ایک مام قانون ملتا ہے کہ
قرآن کریم کے کسی محل سلسلہ میں اختلاف ہو تو اس کی تشریع و توضیح صریف سے
ہوئی چاہئے۔ اس لئے میں ایک حدیث بھی سناتا ہوں جس سے آفتاب نیروز کی
طرح سلسلہ ذات و حیات حضرت عیسیٰ کا فیصلہ ہو جائیگا۔ اور اس حدیث کو مرا حسکا
بھی تسلیم کرتے ہیں۔ محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ یمنزل عیسیٰ ابن مريم
اللہ اکارض فیتزریج بولولہ ویملکت خمساً واربعین سنتہ شرح موت فیدافن
میتی فی قبری فاقوم عتنا و عیسیٰ ابن مريم فی قبرٍ واحدٍ بیان لیکو و عمر۔

درستکرہ بای نزول عیسیٰ صدھت (ع) یعنی حضرت عیسیٰ زمین پر اتریں اگے پھر فلاح کر دینے
 ان کی اولاد ہوگی۔ اور پنیتا لیس سال زندہ رہیں گے۔ پھر فوت ہونے گے۔ اور میرے مقبرے
 میں میرے پاس دفن ہو گئے پھر قیامت کے روز میں عیسیٰ ایں ہر یم کشفیت سے اٹھیں گے
 اس طرح کو حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے درمیان ہوں گے نزول فرود آمدن (صراح جمل
 صفحہ ۲۳۲) نزلہم وہم و علیہم تزوگاً و مذکراً مجلس و مقعد فرود آمدن نزول ایشان
 (منتهی الارب جلد ۴ ص ۱۷) اور اس حدیث میں نزول کے یہی معنی مراد ہیں۔ ہاں جس جگہ
 نزول سے یہی معنی مراد یعنی سے کوئی قرینہ روکتا ہو۔ تو ہاں حسیت قرینہ معنی مراد ہوں گے۔
 اور یہ مضر نہیں ہیں کہ لگڑ جکھا ہے۔ اگر کہا جائے۔ کہ جو الفاظ حضرت سچ موعود علیہ السلام
 کی بابت آئے ان سے ان کی حقیقت مراد نہیں۔ بلکہ جائز و مستعارہ ہے۔ تو اس کا جواب
 یہ ہے کہ فتن بلا غفت و بیان کا تاذن ہے۔ کہ محاذ وہاں لی جاتی ہے۔ جہاں حقیقت منفرد
 ہو۔ ملا حظ ہو (مولوی بخت حقیقت و مجاز ص ۲۸۳) اب ہم دکھلتے ہیں۔ کہ ان الفاظ کی حقیقت
 جو حضرت سچ موعود علیہ السلام کے حق میں آئے ہیں۔ مزا صاحب کیا فرماتے ہیں؟ کیا ان کی
 حقیقت کو محل جانتے ہیں؟ یامکن۔ مزا صاحب فرماتے ہیں "با لکل مکن ہے۔ کوئی
 زبان میں کوئی ایسا سچ بھی ہے جس پر صدیقوں کے بعض ظاہری انفاظ صادق آ سکیں۔
 (از الہ ادھم ص ۹۶) اس عبارت میں مزا صاحب کو تسلیم ہے۔ کہ حقیقت سچ یہ محل
 نہیں۔ بلکہ مکن ہے۔

ہوا ہے مدھی کا فیصلہ اجھما میرے حق میں

زیجا نے کیا خود پاک دامن ماہِ کنعان کا

گو مزا صاحب کے اقرار کے بعد کسی شہادت کی حاجت نہیں۔ تاہم ایک گواہ ایسا
 پیش کیا جاتا ہے جس کی تو شیخ جناب مزا صاحب نے خود اعلیٰ درجہ کی کی ہوئی ہے۔
 مزا صاحب فرماتے ہیں۔ کرمولی نور الدین بھیروی کے مال سے جس قدر مجھے مرد بنا پھی
 ہے۔ میں کوئی تنظیر نہیں دیکھتا۔ جو اس کے مقابل پر بیان کر سکوں۔ میں نے ان کو طبعی طور
 پر اور نہایت انشراح صدر سے دینی فدمتوں میں جان ستار بیا۔" (از الہ ادھم ص ۹۶)

بھی مولیٰ اور الدین صاحب نہیں۔ جو مرزا صاحب کے مقابلے میں سمجھدا ان کے خلیفہ دل
پڑا ہے۔ وہی مولیٰ اور الدین صاحب نہیں، مولیٰ بلوپور بٹھی تائید کرنے ہوئے فرمائے
ہیں۔ میر جگتا دیالیات و تبلیغات سے استعارات و سنبفات سے اگر کام لیا جائے۔ ز
ہر ایک بھروسے امناً فی آر ان افاضہ اور خیالات باطل کے موافق الہی کلمات
لبیات کو لا سکتا ہے، اس لئے ظاہر و معانی کے علاوہ اور معانی لینے کے واسطے سباب
تو یہ اور موجودات حق کا چونا ضروری ہے۔ (ضمیمه اصل) اور امام طیبع اول صفحہ ۶
تصنیفات سلسلہ احمدیہ جلدیہ جلدیہ (۱۳) پس ثابت ہوا۔ کوئی حدیثوں میں جائز
اور استعارات مزدوجہ نہیں۔ اب میں ایک اور طریق سے بھی غافر عرض کرتا
ہوں۔ جب حضرت عیسیٰ کا مسئلہ نزہب سلام کے مناسب ہے۔ اور دفاتر
حضرت عیسیٰ کا مسئلہ نزہب سلام کے نام مناسب کیونکہ عین اسٹوٹ کے چہول میں
سے کفارہ ہے یعنی ایک شخص (حضرت عیسیٰ) جو بیگناہ تھا۔ وہ پونکہ دشمنوں کے
ہاتھ سے مغلوب ہو کر تمام دنیا کی لختیں لاسی نے اعتماد میں۔ اور اس کے تینوں
دو زخمیں رہنے سے اب وہ دنارے کی سب سی بیٹیوں کا میان لا تے ہیں۔ پیریت
کے لئے دزخ بے خات پا گئے جسکی نزہب سلام نے یوں تزویہ کی ہے۔
آخر دا زر کا وزرا خرچ یعنی دنے کا وہ حکمی نہیں اٹھا سکتا۔ عقیدہ
کفار کو جو سے کامنے کفر یا۔۔۔ جس دفعہ اللہ الیہ سج تو مرا ہیں۔ اس کو
خدا تعالیٰ نہیں اٹھایا۔ جب حضرت عیسیٰ مرتضیٰ ہمیں تقفارہ کہا، "نیاں نہ ہو
نیا نہیں بھیجیں"۔ سنبفات ختم ثابت ہوتا ہے کہ یہیں یہیں ہے مقابله میں اگر کوئی حرب
اول اسلام کیپاہ ہے۔ تو حضرت عیسیٰ کی حیات ہے جسیں سے قعیدہ کفارہ کی بنیاد
کو کھل نہیں بلکہ جو حصہ سے اکٹھ جائیں یہیں پسیں یہ شخص یہ دعویٰ کرے۔ کہ یہ نہ ہو۔۔۔
کہ یہ شریعت کوئی نہیں کیا ہو۔۔۔ اس کا فرض اول یہ ہو ناجاہیتے تھا۔ کوہ نعمات حضرت
عیسیٰ سے دنکار کرے۔ دنکار کرے سو اتنی بھی سخت حیثت ہو تو یہی جب میں مستاہوں۔۔۔ حضرت
عیسیٰ کو جیسا شدید صراحت کی الہیت سے تائید ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ صیحت کی تائید میں

صوت میں ہر قسم کی صفاتیں کوہنیت کے لئے زندگی ادا اقتضا فرمائے
اور جب ہم قیامت سے پہلے کوئی کوئی نسل کے قائل ہیں تو پھر تاریخ اور تاریخ
ادب نیز مجھے چراگی آتی ہے کہ جب ہم یہ کوئی نسل ہوں کہ حضرت علیؓ کی موت سے بعد یا پہلے
کا خدام رہتا ہے اور علیؓ کی وہیہ بھیت کے لئے منصب ہو جاتا ہے کیا علیؓ یوں کا
لیا علیؓ یوں کا عقیدہ ہے حضرت علیؓ کی موت کا نہیں بھجہ کیا علیؓ یوں کا عقیدہ
ایسے کے قائل نہیں۔ کہ حضرت علیؓ کے حوالا کریمان بڑی ہے پھر جو بات خود علیؓ کی اتنے
ہیں۔ اس سے ان کے فہرست کی صفت اور عقیدہ بھی کیسی؟ یہ نقطہ ایک جی خوش
کرنے والی بات ہے جو علیؓ کے پہلے کو غلط یہ خالی اچھا ہے۔
اہا اگر حضرت علیؓ اُنکی موت سے انکار کر دیتا ہے۔ اور ان کو زندگی میں کام جائے
جیسا کہ قرآن کریم نہیں کرتا ہے۔ تو عقیدہ کہ انکلیں حکمتی ہو جاتی ہے۔

کتاب الحدیث جنگ حشین

یوم سیلا و البنی ہر زندگی میں کے ہزاروں مقامات پر قاتل اور جلسے متفق ہوئے جسیں
میں حضور رحمۃ اللہ علیہ عالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ پر رکھتی ڈالی گئی۔ حضور کی شجاعت
کے انہماری جنگ حشین کا ذکر بھی کیا گیا۔ بعض مقامات پر مقرر ہوئے بیان کیا۔ کہ حضور
مدرسہ مامصلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک بھی ہر لمحیٰ باقی موت ہاتھا۔ اور سب صحابہؓ نے راہ
فریضتیجاو کی۔ حالانکہ یہ بیان واقعیت کے مقابلہ ہیں۔ عالم انسان کے دوں بیس اس
سے صحابہؓ کرام کے متعلق سو طبقی پیدا ہوئے کا احتمال ہے۔ ہیں لوٹ کر تباہی حدیث دسیر سے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ثابت قدم رہتے اور صحابہؓ کے سانچل کو چھاٹتے ہیں

جتنیں کا واقعہ ۔ حضور رسول صلی اللہ علیہ وسلم فتح کر کے بعد ہواں وغیرہ دیگر قبائل کا زور توڑتے کے لئے خین تشریف نہ گئے۔ وہ شہزادی اور دوہزار کے کے نو مسلم حضور صلیم کے پہنچا دتے ہیں۔ ہواں کے آزمودہ کار جرنیوں نے پہنچوں کی گھاٹیوں میں تباہ انداز چھپا دیئے۔ تیروں کی زبردست بوجھاٹنے کے نو مسلموں کو راہ فرار خستیار کرے پر عبور کیا صحیفیں درہم برہم ہو گئیں کسی کو کچھ سمجھائی نہ دیا۔ ہواں کے بردست جملہ کی طرف نکار اسلامی فوج پیسا ہوئی گئی۔ فوج کے قام حضور محدث، مسرو وغیرہ منتشر ہو گئے۔ مگر حضور سردار کوئی صلی اللہ علیہ وسلم سعد اپنے محافظہ سنتے کے سفید خپر پوسا را پنچ جگہ پر موجود تھے۔ حضور نے اپنے بھر کو ایسی لمحاتی۔ ورز فرمایا۔

انا النبی لا لذب انا ابن عبد المطلب

ادم حضرت عباس وصی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ کہ بلند آواز سے صحابہ کو پکاریں۔ حضرت عیاںؑ کی آواز سن کر صحابہ پر انوں کی طرح شمع رسالت پر گئے۔ اور تمام جمیع ہو گئے۔ انکے کفار کو ہر کیتی نصیب ہوئی۔ یہ داتفاقات تمام کتب احادیث۔ صحیح مسلم، بخاری وغیرہ میں موجود ہیں۔ اور اس جگہ منتصراً ذکر کے گئے ہیں۔

حضرور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراوں کے ہمارا

سیتوں این ہشام مطبوعہ مصر۔ جلد سوم صفحہ ۹۔ زاد المعاذ صنفہ این قیم مطبوعہ مصر ۱۸۶۱ جزویات مواجبہ لانیہ جزو اول ص ۴۲۱ تاریخ طبری طبقات این سعد وغیرہ میں حسب ذیل صحابہ کے اسمابیان کئے گئے ہیں۔ ابو بکر، عزیز، علی، ابو سفیان، ابن الحوث وابن، فضل ابن عباس۔ عباس رضیہ بن حرث۔ اسامیہ بن زید۔ امین بن ام امین، ابن عبید وصی اللہ علیہم الجیعیں۔ علاءہ ازین بیضیہ کے قریب مزید صحابہ فوراً جمع ہو گئے تھے (طبری)

ابن ہرود یہ کی ایک سروائست میں ہے۔ کہ سیدنا عمر صلی اللہ علیہم السلام کو کہا ہوا تھا۔ صبح بخاری و دیگر کتب احادیث میں ابو سفیان ابن حرث کا نام درج ہے۔ مواجبہ لانیہ میں حضرت عباس کا قول درج ہے۔ کہ لکام کوئی نہ کہا ہوا تھا۔ یہ حال جنگ کے مختلف توپیاں

پران حضرات نے اپنے بھائی مسیح نبی مسیح کا نام تھار کیا۔

حضرت علیہ السلام صرفی استدینہ کی نہاد سیکھ صاحب اس طرح مدد کے اقبالوں کا نام لایں ادا ہنت علی اولادہا۔ جس طرح اذشی اپنے بچے کی طرف یا اگا ہے اپنے بچوں کی طرف تھا
ہے (مواہب لاثیہ)

یہ پیمانی ایک اتفاقی امر تھا۔ اس میں ایک دار مصطفیٰ تھا یہ ایک بست تھا۔ کہ مسلمان
ہر والت میں خدا پر اعتماد رکھتیں۔ کبھی اپنی کہرت اور دشمن کی قدرت پر تازاں نہیں۔

تحقیق المسائل الستفیت

کیا زماں ہیں علماء تحقیقیہ اس مسئلہ میں کہ جو اس علاقوں میں نماز جنازہ میت کو
چار پانی مردوجہ پر رکھ کر پڑھا جاتا ہے کہا یہ نماز جنازہ جائز ہوتا ہے۔ یا نہ؟ کیونکہ اس
علاقوں کے ایک مولوی صاحب نے ختوں پر دیا ہے کہ چار پانی پر نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے
اور جس قدر جنازے چار پانی پر پڑھے گئے ہیں سب بلا جنازہ و فتن ہوئے ہیں خیر خوبی
لیکن تو جروا

الجواب

جاائز ہے۔ اس میں بالکل نہ کوئی تباہت ہے۔ اور نہ کراہت۔ بشرطیکہ چار پانی
نایاں ہونے کی وجہ سے اس پر کپڑا پاک بھیلایا جاوے۔ اور اس کپڑے پر میت کو رکھا جائے
تو ایسی صورت میں نماز جنازہ پڑھنے میں کوئی مرع جنہیں ہے۔ سو جو اس کی یہ ہے۔ کہ نماز جنازہ
کی محبیت نظر رک نقاد فقہاء حنفیہ مدد رکن اور دشمن شر اکٹا اور تین سنیں ہیں۔ رکن اول
نکدیریات اولیہ دُرم قیام۔ پس بدوں نکدیریات ریبعہ کے نماز جنازہ ہرگز جائز نہ ہوگا۔ اور نہ ہی
بدوں قیام کے لئے بیچھے کریسا سوار ہو کر نماز جنازہ اگر پڑھا جاوے۔ تو ناجائز ہے (در المختار
والشایعی) اور شرط اول میت کا مسلمان ہونا ہے۔ دُرم میت کا پاک ہونا ہے جیسی خجالتی

سے سوائے اُس خاست کے جو دن میت سے نکلے کیونکہ وہ فوج کے لئے
سماں بھے۔ (مططلوی انحراف و درختان) اس میں تمام اقسام طہارت کے دخل میں
خواہ طہریت بول کی ہو یا کفن کی۔ (در المختار از قنیہ) سیمہ میت کا موقع نماز جنازہ
حاضر ہے۔ اہمیت نامہ پر نزدیک حنفیہ کے نماز جنازہ نامہ تھے۔ پھر
ستروں میت (قشیدہ المختار) پتھم یہ کہ میت کو موقع نماز جنازہ کے بعد اس
چیز کے کچھ پر دعا اس وقت ہو۔ خواہ تخت پر ہو یا چار پائی پر اس کو زمین پر باز میں
کھڑے رکھا جائے۔ غرض کہ اس وقت میت موضوع ہو محول ہو یعنی باختوں
پر یا ادنیوں پر اٹھایا ہوانہ ہو۔ بلکہ زمین پر رکھا ہو اہو۔ صرف پر رکھنے کی صرف ہی
صورت نہیں۔ کہ اس کو چار پائی پر سے اتار کر پنجھڑا لے جائے۔ بلکہ یہ بھی ایک صورت
زمین پر رکھنے کی ہے۔ کہ اس چار پائی کو جس بیشیت قدر نماز ہو زمین پر رکھا جائے
یا کہ تخت کو جس پر وہ ہے زمین پر رکھا جائے۔ یا بوریا بستر کو زمین پر رکھا جائے اور
اس پر میت کر رکھا جائے۔ یہاں مقابل وضع اور عمل کا ہے۔ مقابل زمین اور چار پائی کا
اب اگر میت کو ادنیوں پر لاد کر نماز جنازہ پڑھا جائے تو ناجائز ہو گا۔ اور ہاتھ پر اٹھا کر
نماز جنازہ پڑھنا سوائے عذر کے ناجائز ہے۔ البته اگر کوئی عذر ہو تو جائز ہے (امداد
از زیلیحی شامی) اشتہم تمام میت کایا اکثر اس کا نماز پڑھنے والے کے آئندہ ہو یعنی میت
مصلی کے آگے ہو۔ پیچے نہ ہو یعنی تم رُخ میت کا قبلی طرف ہو۔ اشتہم مکان پاک ہو
شم امام بالغ ہو۔ ہم میت کی کسی جزو کی مجازات میں کھڑا ہو۔ اگر میت مصلیوں کے مجاز
سے اونچا ہو تو نماز جنازہ جائز ہو گا۔ (الکل من در المختار شامی فتح المعنی وسائل صحیع
متضطرقات المسائل از جموی از تحفہ) اور تین تین ہیں اول تحریر و دم شناسیوم دعا (در المختار)
میں سیران ہوں کچھ پائی پر میت کو کھکھ جنازہ پڑھنے سے نہ ترک فرض نہ واجب نہ عنین
لازم آتا ہے۔ معیناً بعض علماء زمانہ کے ایسے نماز جنازہ کے عدم جواز کا فتویٰ دے۔ شیخ
ہیں۔ یہاں تک کہتے ہیں کہ ایسے جنازہ کا پڑھنا اونچہ پڑھنا کیساں ہے۔ صد افسوس
اس سمجھ پر جو کہ علماء کرام سلفاً و فلسفہ کے برخلاف ہے۔ اس پیچا کو لفظ علی الاضم کا جو کر

عیاہت شاہی ہیں ہے اور نیز عبارت اور الایضاح میں بھی یہی ہے جو وصول کھادے نہیں ہے اس کے نزدیک شاہزاد علی صرف ایک سخت احتساب ہی کے لئے موضع ہے یا استعلام مع المغارفہ کے واسطے خصوص ہے۔ تو اس کے نزدیک رائے علی الفرض صرف اس شخص کو کہا جاوے گا جو سوانی دین کے پشت پر سورا ہو۔ ورنہ رائے کہاں علی السراج کہا جاوے گا نہ علی الفرض وہ خلافات مخالفة العرب والجمیلک زین حبہ مرکب پر درکھٹے یا گھوڑے سے پریا کہھے پر اسی اس کا سوا اس مركب کا سورا ہو گا۔ خواہ اونٹ پر درکھٹے یا گھوڑے سے پریا کہھے پر اسی ہی چار پانی بھی اگر زمین پر رکھو جاوے۔ تو زمین کے تابع ہوتی ہے۔ اور اگر کام تھوڑا پر اٹھائی جاوے کو اونٹ پر درکھٹا جاوے تو اونٹ کے تابع ہوتی ہے۔ اور اگر کام تھوڑا پر اٹھائی جاوے تو باخھوں کے تابع ہوتی ہے پہلو صورت میں کہا جاوے یا کہ جو شخص اس چار پانی پر بیٹھے گی کو زمین پر بیٹھا ہے۔ اندھری صورت میں اونٹ پر بیٹھا ہو گا۔ اندھری صورت میں ہاتھوں پر اٹھایا ہو گا۔

خلافاً صدیکہ نماز جنازہ جبکہ سمت چار پانی پر ہو۔ اس کے عدم جواز کی کوئی دو ہدایت نہیں ہوتی۔ یہاں یاریک نتوئے جو کہ صریح اس تحریر کے موید ہیں نقل کردیا ہوا است مزدود ہے۔

نقل مطابق حصل جموعہ الفتاویٰ وی مولوی محمد عبدالمحی صاحب جلد سوم ص ۲۸۶

سوال:- نماز جنازہ بر چار پانی درست یا نہ

جواب:- درست ہے۔ یعنی وجہ نماز شرط فیست نہش بیارک ان سروں صلی اللہ علیہ وسلم بر سر پر نہیا رہ نماز جنازہ خزانہ دید و اہل عرب نخت و چار پانی ہر دوراً سریر میگیرد۔ فی القائمین الشرط خوص مقتول شرط بر سریر دشکوہ والخصوص بالضم درق النخل نہیں۔ یعنی شرط پرگ و نخت خدماء است کہ آس را یافتہ بصورت شرسن یاریک میکنند و اس سریر سے باقاعدہ۔ انتہی من عینہ فتاویٰ عبدالمحی جلد سوم ص ۲۹۷

رواہ مسلم عن محمد ایسراعیل عقیع عنہ کے آر غلام

پیر سیال ساکن کمال ضلع سیالووالی

حقیقت مسندان دریا سیال شریف کے نام

بیکھرہ صلح شاہ پور سے یادارت ٹھوڑا حمد بگوی عرصہ پر بنے
دھنال سے جریدہ شمس الاسلام جاری ہے۔ یہ جریدہ آستانہ
عالیہ سیال شریف کا نمائندہ ہے۔ اس کا جبرا میری مرضی کے
مطابق ہوا اسکے جعل قلم کھانہ باندھتے تکم کے ذریعہ دنیا میں انقلابات
پیدا کئے جا سکتے ہیں۔ غیرہذا ہب کے اعتراضات کے جوابات
اور وین حق کی تبلیغ کے لئے یہی رسالہ کو جاری رکھتا ہو درج کی
امانت کرنا ہر سلماں کا اسلامی فرض ہے۔ جس قوم کی تیاری
نہ ہو۔ وہ بھری۔ اور جس کا اختیار نہ ہو۔ وہ گونگی سمجھی جاتی ہے
شمس الاسلام خالص اسلامی دینی اور تبلیغی پرچے ہے۔

احسنات کی شاندار خدمت بجا لارہا ہے۔ جس قدر نہ بشرائی
ہو چکے ہیں۔ ان سے احراق حق الطیال باطل اور اعلاہ کلمتہ
الحمد پوری طرح عیاں ہوتا ہے۔ فقیر عام مسلمانوں سے عمر
اور اراد مسندان آستانہ سیال شریف سے خصوصاً متوقع
ہے۔ کوہہ اس جریدہ کے ہز پیار تکہ اس کی مالی مشکلات دور
کریں۔ **وَمَا عَلِمْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ** (مرد کے فقیر قریں غفران) سچائیں
آستانہ عالیہ سیال شریف و میری اشغال

سلک جواہر

دکھلات طیبات امیر المؤمنین سیدنا عثمان این عقاب می خورعن)

(۱۰) فرمایا کرتے تھے۔ کہ ”اللہ تعالیٰ کے ساتھ تجارت کرو۔ تو بہت نفع ہوگا۔“

(۱۱) فرماتے تھے۔ کہ بندگی اس کو کہتے ہیں۔ کہ احکام الہی کی حفاظت کرے۔ اور جو ہمدرکسی سے کرے۔ اس کو پورا کرے۔ اور جو کچھ مل جائے۔ اس پر راضی ہو جائے۔ اور جو نہ ملے اس پر صبر کرے۔“

(۱۲) فرماتے تھے۔ کہ ”ذمیل کے ہمراستے تاریکی بیدا ہوتی ہے۔ اور آخرت کی تکشیر کرنے سے روشی پیدا ہوتی ہے۔“

(۱۳) فرماتے تھے۔ کہ ”سب سخن زیادہ سریادی یہ ہے۔ کہ کسی کو بڑی عمر دے۔ اور اُن آخرت کی کچھ تیاری نہ کرے۔“

(۱۴) فرماتے تھے کہ ”ستقی کی علامت یہ ہے کہ اور سب لوگوں کو تو سمجھے وہ جات پا جائیں گے۔ اور اپنے آپ کو سمجھے کہ ہلاک ہو گیا۔“

(۱۵) فرماتے تھے کہ ”دنیا جس کے لئے قید خانہ ہو۔ قبر اس کے لئے باعث راحت ہو گی۔“

(۱۶) فرماتے تھے۔ کہ ”اگر تہارے دل پاک ہو جائیں۔ تو کبھی قرآن شریعت کی تلاوت پاسا عت سے سیری نہ ہو۔“

(۱۷) محاصرہ کے زمانہ میں جب تمام محنت کے لئے بالا خانے سربراہ رخلاٹ تو فرمایا۔ بچھے قتل ہو کر۔ بلکہ صلاح کی کوشنش کرو۔ خدا کی تسمیہ کے قتل کے بعد بھر تم رُک بھی متفقہ وقت کے ساتھ تنال نہ کر سکو گے۔ اور کافر اس سے جاپن ہو تو فوت ہو جائے گا۔ اس پاہم مختلف ہو جاؤ گے۔“

(۱۸) محاصرہ کے زمانہ میں لوگوں نے پوچھا۔ کہ امیر المؤمنین۔ آپ تو مسجد جانہ نہیں سکتے۔ انہیں پاغیوں بیس سے کوئی امام نہ تھا۔ ہم اس کے سچے نہ از پڑھیں

یا نہ پڑھیں۔ تو آپ بنے حمام کرنا خواجہ کام ہے۔ جب لوگوں کا چھا
کام کرتے ہوئے دیکھو تو ان کے ساتھ ترکیب ہر جایا کرو۔ وہاں برسے کام
میں ان کے ساتھ شرکت نہ کرو۔

عرض حال

بار بار عرض حال کرنا۔ ایسیں کرنا بس ثابت ہو رہا ہے۔ اس لئے جلد تاریخ
کرام کی خدمتیں ناماس ہے۔ کھلود زکیریم کی پاکستان میں خاکسار بیدار کے لئے دعا فرمائیں
اعتقاد تعالیٰ کی خدمت اسلام کی خوبی تو فیض ہے۔ احمد شاکلی محسانی کر دکد کر دیں ایں
ماہ نومبر کے پرچے میں افتخارِ اللہ جمل کی صفتیت درج کی جائیں۔ مافروں کے ماہ نمبر کا پرچہ
شائع نہ ہو سکا۔ خدا کو ہی علم ہے۔ کریم پرچہ یعنی کوئی تمدید یوں کی حالت میں شائع کیا جائے ہو
اگر ہر دن اسلام دلتے تو جسے کام ہے۔ تو سال کی مطلع حالت کی، صلاح پنڈاں خشکل نہ
زیستی۔ مدرس۔

اسب اہم ذکر خال مشدہ

رسالہ کو ہماری رکھنے کا عزم باجزم کیا گیا ہے۔ اپنی انتہائی اور آخری سی بھی، اس کو
ذندہ رکھنے کے لئے صرف کرنے کا تہسیل کیا گیا۔ قبیلہ الملک حضرت رسولنا حاذقہ مدقر الدین
صاحب سجادہ نشین سید جلالہ شریف۔ علامان میزبان عوام دہسری اجگہ درج ہے۔
اس سے کسی قدر ایسا دیپا ہو چکی ہے۔

لطینقد

ایک حصہ حضرت عنان غوثی اور حضرت علیؑ اور حضرت عمر غلطانیؑ باہم تکریبیت ہے۔
جن کے درمیان میں حضرت علیؑ تھے۔ تو نہ اپنے حضرت عنانؑ میں حضرت عمرؑ کو کہا۔ کہ حضرت علیؑ
پرکردہ میں ہیں مخرج ہیں۔ جیسے لئا میں نوں۔ تو حضرت علیؑ نے جواب دیا کہ میں ہتا قوم الـ
۷۵ ہر چارے

کوٹلہ فتح خاں ضلع شاہ پور میں سکھا شاہی

ہندو تھامینڈار کی ایرتیت

مسلمانان ہند پر برادرانِ دطن کی منظہ رکھتے ہیں اور جلوں کا غیر شناہی سلسلہ جاری ہے اطرافِ ملک سے روزانہ ایسی اطلاعات موصول ہو رہی ہیں جنہیں مسلمانوں کی مغلوں اور ہندوؤں کی شمارت و استعمال انگریزی کا تذکرہ ہوتا ہے۔ مگر ضلع شاہ پور کے مومن کوٹلہ فتح خاں کا واقعہ سکھوں کی چیزہ دستیاب اور بندوں کے جبو قلم کی ہیں ضلع شاہ پور میں جہاں دینیت کا کامل فلکیت کرتا ہے۔

کوٹلہ فتح خاں تعمیل شاہ پور میں تھبیت سا ہمیوال سے دس گوسن کے فاصلہ پر راجہ ہے اس علاقے میں مالکان اراضی مسلمانی ہیں اور مسلمانوں کی آبادی ۵۰۰۰ نصیتا کے قرب ہے کوٹلہ میں چند ہندو مسلمانوں کی سرپوشی اعانت اور ارادت کی بنای پر مقیم ہوئے ہیں وہ یعنی مسلمانوں نے دو سال ہوئے تمہاری رواڑا رہی کی بنای پر ایک قلعہ میں گردوارہ دارہ کی تعمیک کئے ہندوؤں کا لامھا لیا۔ ہندوؤں نے گردوارہ تعمیر کر کے اسکی حد مت پر ایک سادہ ہو کو مانو کیا۔ ہندوؤں کو نکوڑ اکیس ہندوؤں خورستہ کے ساتھ پڑھنی کرتے ہوئے پڑھا گیا۔ ہندوؤں نے اسے زد کو بیکر کئے داں سے کمال دیا۔ مگر خاتمِ نفحہ سادہ ہو گردوارہ کو جلانے کی دھمکی دیتا گیا۔ چند فر کے بعد راست کے درفت گردوارہ کو آگ لگھی۔ اور چند کاغذات میں گئے آگ لگائے والے کا کوئی سرخ نہ ملا۔ احسان فرموش ہندوؤں نے اپنے نشان اور بے گناہ مسلمانوں کو تو تشہیزی کا ذمہ دار قرار دیکر رجی شش شروع کر دیا۔ سا ہمیوال کا ہندو تھامینڈار کا رہ بیکن پہنچ گیا۔ اور ہمیں سے کھاؤں کے نصیدہ لیں مولوی صاحب کو بلایا۔ مولوی صاحب کی عمر ۵۰ سال سے زائد ہے جتنا بھر کے مسلمان ان کی عزت کرتے ہیں۔ سکھوں اور مسلمانوں کی موجودگی ہیں اللہ کی شخصت

بے غریبی گئی سختگیری کے متین میں انہیں دد دلنا اور دروات کمر جو کے اندھہ بند رکھ کر
وہن پر سخت تر شد کیا گیا سختراہ گندی گالیاں دی گئیں۔ انہیں ہاتھ اور کرٹ کرنے کے لئے
آپ گیا۔ اور ہاتھوں پر بید زنی کی شرکی گئی۔ اس کے بعد ان کے گھر میں سچا ہی گھس گیا
ٹلاشی لینے کے بہانہ سے پرده دار ستوات کی توہین کی گئی۔ ان کے سر سے بر قسمے تار کر
گھر سے باہر خالدیا گیا۔ ابھی پریس نہیں۔ گرفواح کے بلکہ میں بیس کوس سے سینکڑ دل
سینکڑ کریا گیا، گنڈے اسول اور نیزول سے مسلح ہو کر گاڑی پر پہنچ گئے۔ سرگودھا سے
لاریوں کا تانتا بندھ لیا پہنچاں اور تعلیمیں نظرے لکھنے کے گھر گھنٹ گھانے لگئے۔ تلواروں
اور ٹیکوں کو پالا ہاکر مسلمانوں کو مقابله کے لئے لایا۔ یہ سب امور پہنچ دھانہ بار کی موجودی
میں ہوئے۔ مگر موئیہ والوی کے اس سنگھٹنی سورا پر کچھ رنزہ ہوا اجھکے پیسے کے
اس ذمہ دار افسر کی یہ دہنیت گورنمنٹ کی وجہ کے قابل ہے۔ علاقہ کے مسلمان سخت
ضھرپڑ دنالان میں۔ اگر مظاہروں کی داد رئی حلقہ نہ کی گئی۔ تو حظہ ناک نتائج ظاہر
ہوئے کہ امکان ہے۔ اس نواحی میں اگر بزرگی راجع مفہوم قتل اس کا ہے سکھوں کی اس
پیشوہتی سے خالص حکومت کا گمان ہو سکتا ہے۔ مسلمان یہ سمجھے پر جبر ہو جائے
ہیں، کہ اگر بزرگی حکومت کے کھل پڑتے ہو جیکے ہو جائیں۔ اور گورنمنٹ بندوں اور
سکھوں سے دب رہی ہے۔ اس موقعہ پر اگر سر بر آ جو دہنے کے مسلمان عقلمندی
کے کام نہ لے جائے تو تمکن تھا کہ اس تھانے سے آکر گرفواح کے مسلمان سکھوں کی تباہی اُک
دوستے والوں بندہ و سستان میں ایسو سی ایڈیٹریں کے ذریعہ مندوں کی مظلومیت
ہو جائیں۔ مسلمانوں کے خلک کا ڈھنڈہ پدا استھانا تا۔ اور وار و گیر کا ہے پیاہ ساندھ شروع ہوتا
اور تمام الзам مسلمانوں کے سرخوب دیا جاتا۔ اگر نیٹ کا فرض ہے کہ وہ ایسے منصب
تحمینہ دار کو قرار داعی مسراویر مسلمانوں کے قلوب اپنے ہاتھ میں نہ۔ ایک عالم دین کی
بے غریبی، پرده دار حورتوں کی دوہیں اور سکھوں کی اُمن سوز حرکات ایسی نہیں۔ جو تینیں
قابل برداشت کیا جاتا ہے مسلمانوں کے قلوب علم دام سے بھر جو پڑیں۔ بندہ و تھانے عالم اسر
چند مسلمانوں پر بیا ڈال رہا ہے۔ کہ گورنردار کی دوبارہ تحریر کے جملہ مصادر مسلمان اپنے ذمہ میں

اور اپنی طرف سے گورہ دارہ تعمیر کر کے گز نہ ڈھنے وغیرہ رکھ دیں۔ موجودہ اقتصادی حالات میں یہ خلم ناقابل برداشت ہے۔ حکام متعلقہ کا فرض ہے کہ فائدہ اٹھا لخت میر کے متعلق اپنے ہاتھ میں ہیں۔

دوسرا واقعہ

صلح شاہ پوریں چک مٹا جبڑی مرضع سالم کے تربیت اتفاق ہے۔ دہلی اکثر مارکان اراضی منہدوں پر ہیں۔ کاشتکار سب مسلمان ہیں۔ مگر منہدوں نے دہلی اپنا کمل ہندو راجہ تام کر رکھا ہے۔ گائے ذبح کرنا جرم عظیم سمجھا جاتا ہے۔ ایک بندہ خدا نے دہلی تسلیم قرآن کے لئے مدرسہ جاری کیا۔ چند طلیبہ جمع ہو گئے۔ مگر گاؤں میں یہ اسلامی بخشش اور رینی اور لہ منہدوں کو پسند نہ آیا۔ اذان سے بھی وہ بیزار تھے مگر رب قرآن خواتی ان کے سے سخت تخلیف وہ نایت ہوئی۔ منہدوں نے ایکاکر کے قریب مدرس قرآن پر کئی مقدرات دائر کر رکھے ہیں۔ طالب علموں کو زیری طرح پیش گیا۔ درستین نام نہاد مسلمان بھی ان کے معاذن بن گئے۔ اور گاؤں سے اس مدرسہ کو اکھیرت نے کے درپے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی حالت پر رحم کرے۔ اور انہیں اتفاق سے۔ ہنسے کی توفیق دے۔ آئین

موضع وقیع علاقہ ساہی الیشاندرا حلیسم

کوشش خان ہیں منہدوں کے جبریت دے سے بیداری کا لہر وہ گئی یہ مسلمانوں میں ہیجان و خطراب پیدا ہوا۔ علیحدہ عالم حافظہ مولا ناصحہ قریل الدین صاحب سجادہ نشین سیال شریف ادام شدید کا تم کی صدارتیں موصوفہ برائست سائنسہ، شناذر ادبیہ مقام و سُنْنَة قدیمہ اُندازہ آئندہ نہ زار مسلمان شرکیہ جیسے ہوئے۔ مولوی ابی بخش صاحب اکنڈیہ جاڑہ۔ خاکساریہ اور مولوی عطاء محمد صاحب کوٹ انتدیار کی زیر و است تعالیٰ رکے بعد اسلامی تجاویز پاس ہوئیں۔ اتحاد میں المسلمين۔ اصلاح رسوم۔ ترویج علوم دینیہ کی طرف رفتہ ت

دلائی گئی۔

سیہر فتوحی پر ایک فاضل نو مسلم کمالی کا پیر

سرور دو عالم کے خندق میں غاشت و در حوالہ جن بڑی ملکیتی کو رخسار جوں ملتا تھا اور برادر محمرات رخادر دھانیں سکھا جلاس میں مقام کوں دے جنوبی لفکشیں تقریر کرنے کے لئے
معوکیا گیا۔ جنیل موصوف نے فصح و ملین کے بعد انہیں اس تھی ارتقا کی طرف سامعین کی
توجه مبتدا لی کی جس کی طرف انسانی چار ہی ہے۔ اور بتایا کہ جو باقیں آجھل ہمارے لئے
موجہ تسلی رہیں۔ ۷۷ نے دا نے واقعات کی تنظیم حدید میں ان سب کی تحقیق و تدین
صریحی ہے موجودہ گھرے ہوئے حالات کسی مبھی تحریک کے سوا دست نہیں ہو سکتے
اور وہ بھی ہوئی تحریک اعظم اسلام ہی ہے ہب نے ظاہر رہا یا کہ ابتر حالت کو
سلیما نے کئے سرکار دو عالم صلم کا اسوہ حسنہ پیش نظر رکنا ازیں ضروری ہے۔
ادیت کی بھی گھٹا لکھ تاریکی میں، اس بادی راہ کو مشتعل راہ بنانا ازبس ضروری ہے۔
آپ کی تاریخی حیثیت، آپ کا عالی نسب ہونا، نظری تعلیم دنیا کی نہیں تاریخ میں تاریک
ترین زمان میں آپ کی بخشش۔ ذکر و تکریکے لئے آپ کی سلسل خلوت۔ نہیں ریاست بیجی
امور طاہر کرتے ہیں۔ کہ آپ کے تمام دو عالی مجاہدات منشار ایزوی کے ماتحت خلود پذیر ہے
انہیں محض اتفاق کہہ دیا پر لے درجے کی تادائی ہے۔

روحانی نقطہ نظر ہے آپ نے سامعین پر واضح فرمایا کہ حضرت رسالت نبی
کریم صلم کا خلدت میں ذکر و تکریس اور ابیں قبل دیگر مجاہدات طبقہ اصول پر مبنی تھیں حضرت
جو تکریم صلم نے تمام خالقتوں اور ایسا نہ رسانیوں کا حصہ جو انہی سے مقابلہ کیا۔ اور جو فتح و
کام رائی آپ سوچا صل ہوئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کو ملکوتی تائید حاصل تھی۔
حضرت بنی کریم صلم کی زندگی کا وہ پیغمبر جس سے سپاہ گری اور قیادت ظاہری ہوتی ہے۔
فاضل مقرر کے نزدیک زیادہ دلکش و دل رہا ہے۔ مسز مقرر نے خواجات سے واضح کیا کہ
کس طرح حضرت خواجه دو جہان صلم نے سود کی بھکنی فرمائی۔ اور کس طرح غصبہ اور دیرتا
کے غیظ خصب کو ذکر نے کے دھشیا نہ خیال کا آپ نے قلع قلع کیا۔ اور کس طرح آپ نے
خورد تکری کی بنیاد ڈالی۔ سچھنی افضل لمحہ اور نتے نہماں کی عالمانہ طریق پر ان زبردست د

مقناطیس اخراج کے خیال اشکانی ترجیح از راتی۔ جو سرورہ فتحیہ کو تمدن بخواہی میں ہے۔ پھر فرقہ زرداری نبین کے مسلمانات کے مطابق پیچگانہ شاخ کے ارشاد کی تشریع کی۔ فاضل مقرر نئے تقریر کو ختم کرنے کے پیشتر سامعین سے پروردہ استمدعا کی۔ کچنک عہد حاضر میں کفر و احاداد زرد ولہ ہے۔ دہرات اور زندقہ ہر طرف دُری سے بجا رہی ہے۔ تمذیب و تمدن و مختارت حاضر کو یہاں ایشی کرنے کے معاندہ خلا لات کا استیلا ہے۔ اس لئے ان تاریک حالات میں کشمیں پداشت کی رشد صرفت اور اس ضرورت حقہ کو حضرت ہبی کویم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح حیات کا پیغام نظر مطا لو ہی پڑا اکر سکتا ہے۔

پیغمبر مسیح اول کی تباہی کی حستناک اوصیوں کی دیانت

مسجدِ ول کو گردھا اور محلات کو جیانیہ بنادیا گیا

ڈاکٹر بشارت، احمد صاحب اہلسنت سجن کا تاذکہ فرضیہ

این گفتگو اندر سرہ دلن پہنچا یا جگہ کر تھا تیری ڈالیں جس میں جسمیہ شیان ہمارا مغرب کی وادیوں میں گزجی اداں ہماری رکنا نہ خاکسی کے سیلِ روان ہوا۔ قرطبیہ اور جامع قرطبیہ۔ یہ وہی ترمیہ ہے۔ جو اپنیں کا عرصہ مکمل اسلامی دلار اسلامیت رہ پچاہے۔ اس زمانے میں اس کی نصیل پتھر کی تھی۔ اور یہ بہت جو شہر تھا۔ اور اس میں سولہ سو سو مساجدیں اور نو سو حمام تھے۔ اور چاہس شفا غانے اور اتنی دری سے چھتے۔ ناصر اموی نے اس کے عرب میں ایک شہر ہا لائے کہ وہ آباد کیا تھا جس کا نام "منیۃ الزہرا" تھا۔ اور جس کا ذکر سید بیہنی ترمیہ میں اپنے رشیہ میں کیا ہے۔

شام کو قرطبیہ پہنچے اگلے دن سب سے سلیل قرطبی کی جانوں سچب کو دیکھا۔ مسلمانوں

صدیاں مگر گلیکن سو شہروں کے جزوں اور لیٹھروں کی اونٹ کا سب سہے۔ لیکن دادا رہے
عاختہ۔ پاہر سے تو کھنڈا رمکلم ہوتی ہے۔ مگر اندر جا کر حیرت کے افسانہ تک
کامکشنا رہ جاتا ہے۔ مسجدیں بہت دیکھیں۔ مگر اس شان کی سجدہ نما دیکھنے ہی کافی
نہ آئے۔ کیا۔ داخل ہونے ہی وضو کا صحن آتا ہے۔ بہت بڑا اور دیسخ اور اسیں
شکشوں کے دنگت لگے ہوئے۔ اور کیا یاں دغدھو بھی ہوئی ہیں۔ اس کے بعد
مسجد کے دریٹک عالمیشان دروازے ہیں۔ جو انہوں نے سب کے سب
پیٹوں پر سے قیسا یہوں نے بند کر دیے ہیں۔ ایک چھوٹے سے دروازے سے
مسجد کے اندر داخل ہوئے۔ مگر اندر جا کر ۲۰ نجیں خیر وہ گلیں۔ مسجد کیا ہے۔ ایک
دیسخ ہال ہے جس کی لمبائی اور پھر طوائی کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ فہرستوں میں
مگر بھروسے جسیں حصے دیکھو۔ اس سرے سے یہ کیدا اس حضرت تک ایک ہی قطار
نظر آتی ہے۔ مسجد بہت غلطیم انشان ہے۔ اور کہیں راز میں ہوا ہرات۔ سخزمن تھی
اب صرف اونٹ کا نام ہاتھی ہے۔ اس عظیم انشان مسجد کی عقلاں اس سے اندازہ
لگاؤ۔ کہ اس کے عین سچ میں سینکڑوں ستوں کو توڑ کر ایک بڑا کڑا کھڑا کر دیا
کیا ہے۔ اور دوسری جگہ دوستوں کو توڑ کر ایک اور چھوٹا سا مگر جاہد آئیا گیا
ہے۔ اور جگہ جگہ ستوں کو توڑ کر جوڑے پھر طبقاتی بناد کئے ہیں۔ جایجا تھوڑا
فاصلہ پر صلیبیں اور حضرت مسیح کے بنت کھڑے کر دیئے گئے ہیں۔ مسنا کو مسیحی دنگ
چھا ہائے مسجد کی دیوار کے تین طرف دیوبنت خانہ کھڑے کے گئے ہیں۔
اوہ ہے مکاپیں رہنے کیستھو کاٹ نہیں بکھلائیں۔ اس لئے پتوں کو یاں اس
قدہ درد ہے۔ یہ آپ گمان میں بھی نہیں لا سکتے۔ یام کے کھڑا ہونے کی محارب
بھی موجود ہے۔ مگر ختنہ اور اڑی ہوئی ہے۔ ترائی آیات اس پر کہنہ ہیں۔ ھوں
اللہی لا الہ الا ھو عالم الغیب والشهادۃ هو الرحمن الرحیم ۚ ھو الہی
لا الہ الا ھو الملک القد وس السلام المؤمن المھیمن العزیز الجبار التکبر
سیحان اللہ عما پشتہ کون رھو الہی الخالق الباری المصڑور لہ الاسم الحسنی

یسیجو له ما فی السموات کارض و هو العزیزا الحکیم اور قل هوا اللہ احد
اللہ الصمد لم يلد ولم یوْلَد و لم یکن له کفواً احد نہ کسی ہوئی ہیں ۔
خلیفہ کے سبیٹے کا جبکہ وہ امام خود نہ ہوتا تھا۔ پر اخوبصورت حجۃ فنا۔ وہ اب
گرچے کے اندر ایسا چھپا یا گیا ہے۔ کہ وہ کیکھنا ممکن نہیں ۔

اللہ جان تھا ہے۔ کہ ہیں نہ آ جتناک ایسی خوبصورت مسجد نہیں دیکھی۔ مگر تمام
خوبصورتی تباہ و برباد کردی گئی ہے۔ پر اخوبصورت سائکھوں سے آنسو جاتا ہوئی
ہیں اگرچہ نماز کا وقت نہ تھا۔ دن کے دس بجے تھے۔ لیکن ہم نہیں دل کی صستی کھانے
کے لئے امداد نمازت لیکر رہاں اذ ان آہستہ آہستہ دی۔ اور پا جا گئت وہ رکعت نماز فریبی
عین امام کی حواب کے اندر میں نماز پڑھی۔ اور جہاں تک بن سکا۔ خوف احوالی
سے دہی دو رکع جو اس حواب کے اندر تھے ہوئے تھے یعنی ہوا اللہ اللہ اللہ کا
الله الکا ہو اور قل ہوا اللہ احد نماز میں پڑھے۔

خلیفہ محل۔ پاس ہی شاہی محل تھا۔ خلیفہ کے سبیٹے کا۔ اسے جیلخانہ بنارکہ
ہے۔ انہیں جانتے کی امداد نہیں ساتھ ہی محل کا باغ ہے۔ اس پر ایک انگریز کا
تیصدیق ہے۔ وہ دیکھا۔ وہی پھل، پھل اور چنے جو منمازوں کی خوبصورت ہے۔ عجیب
بات یہ ہے کہ ایک تختی باغ سے درستے تخت باغ تک جانے کے لئے جو سبھی صیاح
پتھر کی تھیں۔ ان کے دونوں طرف چنے شرشریتے اتر تھیں۔ باغ نہایت فتح
حالت میں ہے۔ وہ بیگمات کے غلطیتے بھی ڈالے پھوٹے دیکھنے میں آئے۔
مدینۃ الزہرا۔ خیرتے پھر کروٹو لیکر مدینۃ الزہرا گئے۔ سفر طبعہ سے تین میل
ہے۔ اسے اسے محل بنانے کے نئے کیا خوبصورت جگہ چنی ہے۔ پہاڑ اور نہایت
خوبصورت درختوں سے مدد ہو اپہار طہرے بھرے ٹیکے ان کے دام میں وہ عظمی
داشان محل ہے۔ جس کے اب صرف نشانات و کھنڈڑات رہ گئے ہیں۔ آگے
آہستہ آہستہ لہکا لہکا ڈھلیاں میل بھرت کچلا گیا ہے۔ اس کے آگے پھر سبھر واڈی
ہے۔ دوسری طرف دو رونق کے پاس پہاڑوں کے سلسلے ہیں۔ جاہیں باہکو

قرطیب کا شفیعہ اسی شہر تین میل کے فاصلے پر نظر آتا ہے۔ مزتہ النہار میں مسجد، محل۔
حسے بھی کھجتے۔ ایسے موڑیوں کے دھیر اس بندوں کے فشناں دیکھنے میں آئے تھے
ہیں۔ اب بھی پہاڑے پانی لائے سکتے ہیں موجود ہیں۔ پہنچوں والی ہی تیس کھو کر
خلا گیا ہے۔ اس سے پہلے مفتود و تحریکا۔ وہی دن شام کو قرطیب کے روانہ ہوئے
وہ رات کو شفیعہ پہنچے۔

شفیعہ یہ دیکھا شفیعہ ہے جو مسلمانوں کے زمانہ میں بڑا پور بدقش شہر تھا۔
اس کے وصہ دو انکلاد بھی ہے۔ اگلے دن صح اٹکر ہم شفیعہ کے شہر ہا آناق گردے کو
دیکھنے کے لئے گردی کئے۔ معلوم ہوا کہ یہ گرجا ہی درہ مسجد تھا سے نہیں تھا۔
یہی مددی سے گھبایا گیا ہے۔ وہی زمانہ میں یہ بہت غلام اشان مسجد ہو گی۔
اس کے منارہ پر جہاں کبھی اذان ہوتی تھی۔ اور اب گرجا کا گھنٹہ ٹھانٹ جا کر تارے
ہم پڑھتے ہے۔ وہاں سے شفیعہ کے شہر کا پر لطف نظارہ ہے۔ منارہ پر پڑھنے کا
نیا طریقہ اب عربوں نے سوچا۔ جیسا ہے پیر حبیبوں کے ایک شرک چڑھتی ہے میں
پہنچانے والی سالنی سے اور بلا تکلف جو دس سکلتے ہے۔ کوئی بھی نہیں لگتا۔

القصص۔ اس کے بعد ہم نے المکہ پر ڈیکھا۔ مسلمانی عالمت ہے باخثی۔ بعد میں
صیاسیوں کے تباہ میں آئی بڑی خوف صحت عالمت ہو گی۔ اب بھی ہے۔ دیکھ کر خیال
ہوتا ہے کہ اب یہ محل ہے۔ تو اس وقت کیا آفات ہو گی۔ تمام محل پر ترقی اور آیات
لکھنی ہوئی میں، محل کے بعد ساتھ کھیا ملت جا کر دیکھنے محل کے نیچے محل سراۓ کے
عمل ہاتے دیکھنے باغ نیوں کی بھی نہیں تھا۔ کوئا پہ بھرے چکوں (بنگنے کو
کہے) لدے ہوئے دن ختوں اور بھرلوں کی پکاریں کہہ بیوان ایک پختا شہنشہ کا
روشن پر نرے سے کھڑے ہیں۔ بیٹھل رہے ہیں کہ اتنے میں ایک سو ماہر اور طرف پانی
کی وچھاڑی خدا جانے کیا ہے۔ اسی کو فرمائے جو جائیگی مادہ آپ مجھیک کر مژن کو
طرح پر ریشان پھوس گئے۔ ربانی ہے مکان، زنگوں کی تمام روشنوں میں نہیں نہیں
سہراخ کئے گئے ہیں۔ اور شفا بانے کیس طرح وہیں پانی پیچا یا گیا ہے کہ ذرا سے

افتخار، پر ایک سطیحیت، بمچھا اٹبوندوں کی خطاہر ہو کر غائب ہو جاتی ہے کیا کیا مسلمانوں کی نازک خیالیاں تھیں۔ میرے نے ام اندر کا اب بھی یہ بمچھا تھیں ہوتی ہے۔ لیکن اس کے لئے سوراخوں کا پتہ لگا کر ان کو سطحی وغیرہ سے پہلے صاف کرنا پڑتا ہے۔

غُزنا طہ۔ ایک دن، ملا کام میگر ہار اپریل کو غُزنا طہ پہنچے جو کبھی مسلمانوں کا دارالخلافہ رہ چکا ہے۔ ۱۲ اپریل کو احمد ایکھا۔ بہت اچھا اور عظیم مقام محل ہے۔ افسوس ہے اسلامی یادگار کا بڑا حصہ چارسی تھم بادشاہ اپیجنے میگر اکر اپنا نام تمام محل بنا لیا ہے احمدرا پہاڑ کی بجھی ہے۔ اس کے پیچے پہاڑ اور برف سے لدی ہوئی چوٹیاں ہیں۔ احمدرا اس نے کہا جاتا ہے۔ کہ سرخ اینٹوں سے بنائے۔ اب امداد و زمانہ سے گاچھی ملی کے زنگ کا ریگیا ہے۔ اندھہ بہت اچھا ہے۔ خصوصاً پھتوں اور دوداڑوں کا کام ہے ذیفر ہے۔ کمی و فضی بعض حصوں کو آگ بھی لگ جکی ہے۔ احمدرا کے سامنے دوسری پہاڑی پر وہ جگہ ہے۔ جہاں مسلمان بادشاہ گرمیوں میں رہا کرتے تھے۔ باغ ہے زیاروں کی قطام سے سامنے سفر نہ رہا وہ دمی سب سے زیاد جویں سیڑھیوں کے ساتھ تشریف ہوئیں پانی کی نالہاں شرشر کرتی بہتی ساتھ ساتھ ترقی ہیں۔ پانی ملکہ، پانگ سے چشمیں کی سور میں ٹھلتا ہے۔ بہت دکش نثارہ ہے۔

انقلاب اپیجن: آج شام اپیجن کا بادشاہ انفاسو تخت پھر رکرا گلستان بھاگ گیا۔ اور اب یہاں جمہوری حکومت ہوگی۔ مردمست یہ تبدیلی بلاخون و خرابی کے موقع پنڈیہ ہوئی ہے۔ آج شام اور اس وقت رات کو شہر میں بڑا شور ہے۔ خصوصاً خلبائیں وہی بادشاہ کے بڑے عینیں میں سے ہیں۔ جلوس باجے گانا، شور غل اس قدر ہے۔ زالامان۔ بخار تیروں کا زنگ سرخ ہے جھنڈے سرخ ہیں۔ بلے اور تختے سرخ ہیں۔ ٹوبیاں سرخ۔ ٹائیاں سرخ۔ موڑوں پر جھنڈیاں سرخ یہاں تک کہ زد کیاں اور عورتیں سرخ لیاں اس اور سرخ سرکے لیاں ہنپنکھ پھر رہی ہیں۔

بلشیعہ: اگلے دن ہم غُزنا طہ سے روانہ ہو گئے پونکھ جمبویت قائم ہونے کی وجہ

سے ہر نال رچھی تھی۔ اسی لئے ایشتوں کا بیخنے میں بھیں سخت تکلیف ہوئی۔ یہر حال
 دن کے ایک بجے چلدراں تکلدوں صبح ہے جبکے بلشیہ جسے عرب بلش کہتے ہیں۔ بیخنے وہاں
 کی سیر کا ملبنتیں جدید خود تباہ کر دیتے ہیں۔ مگر اس کے تاریخ گرو کا علاقہ بہت خوبصورتا
 ہے۔ اسلامی ہاتھ یہ کوئی میں بلشیہ کے باغات کی تشریف کا ذکر آتا ہے۔ جو مسلمانوں نے
 وہاں لگا۔ یہ ہے۔ جنابخاں کوئی میدانِ خیل کا شکرتوں کے جنگل پلے گئے ہیں۔
 بلشیہ سے بارسلونا چلو تو راستہ میں دیل کوئی دو تین گھنٹہ چکا۔ متواتر شکرتوں کے
 باغات میں ملائیں تھے بعلی جانی تھے۔ **دکشیری**

غزل تعلیم

نہ خاک نے کیا پیدا کری دلکش نہیں تجھ سا
 خوارستانِ دنیا میں نہ کرن نماز نیوں تجھ سا
 خجل میں سامنے تیرے گل در بیانِ حمپستان
 نہ زیبا نرگسِ ولادِ نہازک یا سیں تجھ سا
 نہ شکم صوفیہ حربیا میں تیرا ہمسرِ سلیٰ وورہے
 نہ مخدود ہمارے جبلی میں سکونی گوہر نہیں تجھ سا
 نہیں لئے سر در خوبیا ہوا ساری خدائی تے
 کراس پاؤ رہستی میں کوئی آیا نہیں تجھ سا
 بنائی اپنے ہاتھوں لئے تیری حیرت مصور ہے
 نہ اس اڑگ چیزیں میں کوئی نہ فکر بول گیں تجھ سا
 شب اسراے کہا حوروں نے دیکھا جب تیر جاؤ
 بنی آدم سے کوئی بھی نہ ہو سکا با میکسیں تجھ سا

زنانِ مصروف کو کاش دیتیں ہاتھ کے بدے
 اگر وہ دیکھے یعنی خاب ہے ملکہ تمیں تھس
 دو جو آفرینشیں ہے جمال آسامے دو عالم
 نہ خواہا لو لیں کوئی نہ ڈالا دریں تجھ سا
 تقرب کے مادہ روح میں ہے ڈیکھتا ہے لاثانی
 جناب کبریٰ حی میں تمہیں کرنی قریب تھس
 نہ ہمدر بر گزیدوں میں معلث حق رسیدوں ہیں
 نہ کوئی ارشاد و اکرم۔ امام العارفیں تھس
 نہیں طاقت کسی کو چھوٹے کی تیرے پایا یہ تاب
 نہ کوئی مرسلوں میں سکھا، اصلن ترسیں تھس
 تیری خصلت سے جہاں چے نقبت شمشاد میں پیغام
 نہ اس بیسان میں کوئی ضمیح المذہبیں تھس
 تراہی سام ہے نفسی کے دن میں امتی کہنا
 نہیں غواہ امت کا کریم اے شاہ دیں تجھ سا
 تیری اس ما صہیہ امت کو لے دایں کے بیجا
 نہ حامی کوئی دنیا میں نہ عقیلی میں تعین تھس
 مجید غیر مسیدہ کو جمال پاک دکھلانا
 نہ کوئی دوسرا ہے راحت قلب حزیں تجھ سا
 (مولوی عبدالمحیمد سہلا میکدوں بیہر)

میرزا سے قاویاں کے حالاتِ تدریگی

کا
ایک ورق

تقلیل روپیادو حیلہ سلامہ

متخلص مناظرہ عالی جناب پیر ہم علی شاہ صاحب بجا وہ نشان گذرے ہیں
دوسرے علمائے عظام و حضوریاں نے کلام بخوبی بخاطب اسلام

بتعاب میرزا غلام احمد قاویانی ۱۹

منتصہ حاسع مسجد شاہی للہور تاریخ ۱۳۷۰

بیعت الدین الرحمۃ الرحمۃ

الحمد لله رب العالمین واللهم بفضلک اللئے اللئے اللئے اللئے اللئے
والله واصحابہ جمعین بعثتیلہ وحیلہ راحیں

ناظرین! ہر چوری و ناشانہ کو من غلام احمد قاویانی نیک منتصہ فویڈاری ہیں
تیرہ فتوح، اضا بیط و جباری بعدالت، صاحب دوسرا طویل طریق بہادر ضلع گورکانیو
بیختیت ملزم حاضر تھا، آخر تاریخ فیصلہ پر داں کی ایک غسل اقوام اسے مجہد بیت کھانا
پڑا۔ جس کی پہلی بیان شرطیں حسب ذیل تھیں ۔ ۔ ۔

ا۔ وہ ایسی بیشگوں شلن کرنے سے پر میرزا ملا جیسکے یعنی خیال کے ہاں تک
کوئی شخص کردا (صلان) نہ کندھا میں اسی رفیو زستہ بچھیگی۔ سارہ مدد عطا کرنی ہوگا
۔ وہ خدا کے یا اس لئے پیلی (و عاکر) نے کے احتساب کر دے گا۔ کوئی کوئی شخص کو
ذلیل کرنے سے کوئی ایسا کوئی نہ ہاں کر کر لے سکے کہ وہ مور و عاصیہ کہی جائے۔ ہاں ظاہر ہے

کہ ذہبی سماحدی ہے، کون بجگا اور کون جھٹکا جنکے
وہ ایسی چیز کو ایام جنما کر شائع کرنے سے محنت بہیگا، جس کا یہ منشار ہو یا ایسا

منشار کئے کی تھیں وجد رکھتا ہو کر نلان شخص نہ لگا بلکہ ایسا مور دھنارا کی ہو کا۔ اس اقرار نامہ کے تحریر کرد یعنے کے پس پڑھنے تک پہ بعیت اقرار نامہ کو کر مزداق دیا تھی خاموش رہا۔ مگر اس کی پیروی کرنے اور بر بناء اس کی خاموشی خستیا۔ کرتے میں جب آمدتی اور چندہ پر لایا۔ معتقدہ اثر پڑا مادر الہامی یا توپیوں کی تیاری میں فرق آیا۔ اور پڑا نئی نئی بخش صاحب ملهم۔ منشی عجید الحق صاحب اونٹھ ط حافظ محمد یوسف صاحب صلی اللہ علیہ وسلم۔ پڑھی فتح علی شاہ حساب اور دیگر اچھے پڑھے پھر گئے۔ تو مرز اک صورت فتنے مجھ سے کیا کہ چھلوڑ ہی پڑا نئی طواری اہمیت یار کرے۔ اور تباہ شتہرات "منارة المسیح" "معراج میڈنی" "معمار الائچی" نکالے۔ مگر اس سے بھی مطالب براری نہ ہوئی۔ تو سوچ سوچ کر حضرت پیر علی شاہ صاحب، سجادہ نشین گولڑہ شریعت اور دیگر ہدایہ مغز عملہ کر دم و صوتیاں اعلان کیا۔ حضور اور باقی تمام علماء صوفیا نے پنجاب ہند کو بالحوم میاہش کے لئے مقام لاہور بمقابلہ خود دعوت دی۔ اور ان الہامات سے کام لیا۔ جن کے حدم شیخور ہی کی شبیثیہ اقرار نامہ مذکور القصد میں اقرار کر چکا تھا۔ اور یہ چاہا کہ پیر صاحب موصوف یہ سنتا ہے میں نے باشر تقریر کی و تحریری تفسیر الفرقان کریں۔ اور اپنے الہامیاں متعددہ سے پتیاں لے کر پیر صاحب ایسا میاہش کرنے میں بالکل ناکام رہیں گے۔ بلکہ یہاں تک تھا کہ وہ ایس میاہش کے داسٹے لاہور تک بھی نہیں آئیں گے۔ اور اگر ایسا کریں گے۔ تو میرا غاصبہ ہو گا مقصو نہ ہو گا۔ چنانچہ ایک بگد لکھتا ہے۔ کہ میرا غاصب رہنا اس صورت میں متصور ہو گا۔ کہ جیکہ پیر مہر علی شاہ صاحب بجز ایک دلیل اور قابل شرم اور کیک عبارت اور فتوح بری کے پچھے بھی لکھے تسلیں۔ دوسری بھی تحریر ہیں پہاڑ علم تھوکیں۔ اور نفریں کریں۔ کیونکہ میں نے خدا کے یہی دھائی ہے۔ کہ وہ ایسا ہی کرے۔ اور میں جانتا ہوں۔ کہ وہ ایسا ہی کریں۔ اور اگر پیر مہر علی شاہ صاحب بھی اپنے تیکیں مونے س تھاں الدعوات جانتے ہیں۔ تو وہ بھی ایسی ہی رعا کریں۔ اور میاد رہے کہ خدا تعالیٰ ان کی دعا ہرگز قبول نہیں کریں۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ لے لے گئا تو میرا

کے شفیعیا۔ اس سے آسان پر اپنی کی غصت ہیں، یہ کوئی اشتھہار سخت بھے اور باقاعدہ نہ تباہ اور خدا کی اور صریح اخلاقی خنزیر کی اور محررہ نہ کوئی تھا جو کہ مزید نہ اس نہیں پڑا شایع کیا تھا۔ کاملاً نہ سندھ میں دعیہ تو مجید فتوحہ کے حردے پکیں ہیں مذادہ پیر حافظ بکھری میرے مقابلہ تھا، اُنے کی پیداہ نہیں کر سکے۔ کیونکہ (صوفیا) بحث اور اشتھہار سے کنارہ کشف رہتے ہیں۔ اور اپناء وقت یہیں بھگڑوں میں صاف نہیں کرنا پڑتا۔ پس طرف، قوشا بلہ سوکا سندور نہ بحث۔ بلکہ وہی منٹ کی شہرست سے میر لکھا بس جائیکا۔

میر کوئی راقع ہوئی اور پیر صاحب موصوف بمنظراں کے مرزہ کو عوام انسان سے بھروسی خیج بھکھا رہے کامی قلع نہ ہے۔ بالمقابل اشتھہار سے یہ فلیہ سے بوجھ ہمددی اسلام میا اشتھہار کے تھے آنادہ ہو گئے۔ اور زسب الدرب خواست اس کے ۲۵ اگست نام تاریخ سیاحت مقرر کی۔ چنانچہ تاریخ مقرر ہدایت پیر صاحب موصوف لاہور تشریف لے آئے۔

دریاۓ اصلی لٹھا، تو طرف اپنی نہرہ و تشہیر کا تھا۔ بقول شاعر س

تم طاری خیزی میں ڈکھ گیا کام۔ بدنام بھی گرم ہو گئے۔ تو کیا نام نہ ہوگا
یہ لکھ دیوں جو ان چھٹکنڈہ سے اچھی طرح حاصل ہو چکا تھا۔ باقی رہا واقعی مقابلہ میوسوس
کا جانکنہ ہو چکیا، مرزہ کو لاہور وہیں اور مسیاد و خیز مقامات کا دہ پڑا، اور پروردہ فتحارہ
کا سماں رجیلیں اس کی خفت اور بے عوقی میں کوئی وقیہ باقی نہیں رہا تھا تو کھلاتا
تھا۔ اس لئے مرزہ نے لاہور تک اپنا گوارن کیا۔ پیر صاحب ۲۷ تاریخ سے وہ راست
تک رسائیں جنک برابر لاہور میں قیم رکھ مرزہ کی آمد کے منتظر ہے۔ اور ہر دو وقت سچ
بچے نہ ہو۔ بچے دوپہر و نیڑہ بچے سے۔ بچے شاہ کے مجلس عام میں جسیں ہم عموماً
سفر زین اسلام و عالمائے کرام صدر، موجود ہوتے تھے۔ مرزہ کے عقائد کی ترویہ فرماتے
رہے۔ ملک مرزہ اچھی لاہور نہ آئے پہنچ آئے۔

ہرگز تاریخ سے ہر اگست کی شام تک انتظار کر کے جملے سرکردگان اہل اسلام کی
رہائے میتوخیز دیا۔ کر صحیح ۲۷ اگست نامہ کو سجد شاہی راقعہ لاہور میں اپنے عالم عبیر

مشق دکیا جا رہے۔ اور اس میں جو کارروائی من اولہ ای آئندہ دربار متناقلہ و مہاشرہ مولانا المکرم حضرت پیر بہر علی شاہ صاحبہ دیگر علمائے کرام و صوفیا نے تسلیم اور درخواست کے مابین ہوئی ہے۔ ضبط تحریر میں لاکر پڑھی اور عالم انس کو سنائی جائے۔ اور ایک دوسرے کے واسطہ مزدیق حکایت کے متعلق مناسب تدبیر سوچی جائیں۔ اور تیز جو عما جہان دوڑ دوڑ از مقامات سے تشریف لائے میں۔ ان کا شکریہ یعنی اوابے کیا چلتے۔ باو جو دیکھ رہے تجویز نہائت تنگ وقت پر سوچی گئی تھی۔ اور رات کے آٹھ فوجیے ایک بھروسی مددی کے ندویہ سے شہر میں اطلاع دی گئی تھی۔ تاہم قتلہ بجا آئندہ س تہار آدمی سیور نہ کو الرصد میں جمع ہو گئے جناب پیر بہر علی شاہ صاحب و دیگر مشائخ کرام و علمائے فتحام ۴۰۔ بیک صحیح کے تشریف لائے۔ اور کارروائی جلسہ شروع ہوئی۔ وہو ہذا ام۔

سب سے اول مولوی محمد علی صاحب نے مدبارہ عقائد مرد قاریانی رعفہ فرمایا۔

کہ یہ اس کے عقائد میں۔ جو سرچا مخالف قرآن کریم و سنت احادیث است ہیں۔

و۔ مولانا مولوی عبدالجبار صاحب بن مولانا مولوی عبد الدشی صاحب مرحوم غفور غوری ختم مرتضی سنبھل عظیم فرمایا تھیں کہ اصل یہ عقائد کہ رسول اکرم صلوات اللہ علیہ وسلم کو اصحاب کرام رضنی اللہ تعالیٰ نے عذکے افعال و اقوال یہ ہتھے۔ میں جو شناس اون کے مطابق پہنچ دالا ہے۔ وہ ان کا پریو ہے۔ اور جو شخص اس کے خلاف ہے۔ وہ تراہد کا فری ہے۔ چنانچہ مزادیانی کے الحال و احوال قطعاً مخالف سنت نبویہ و روشن صحاپ کرام میں۔ اس نے اہل اسلام کو اس سنبھل چاہتے۔

و۔ ابو الفیض مولانا مولوی محمد بن صاحب مدرس و اخلاقی نہانی نے مدبارہ غرض انعقاد جلسہ و کارروائی میا حصہ ایک تحریر پڑھی۔ جس کا معنی حسب ذیل ہے:

حضرات ناظرین! مزا علام احمد قاریانی نے ایک مطبوعہ جعلیہ بیانیہ بیانیہ بیانیہ مہرجو لائی نشانہ ۱۹ میں مشتمل ۲۲ جو ناٹی تسلیم۔ ۲۳ نہ بھر جو زی مخفی و مخفی العظیم و مخفی العلی المکرم علی یحیا ب حضرت، علام یحیہ سید بہر علی شاہ صاحب پشتی میں اس بیانیہ گردان شافعی صلح را امنپڑھی کے نام نامی پیش کریں۔ دیگر علماء کرام و مشائخ عظام ایک یہ عقائد تعالیٰ کے شریعت

سچ بھی جس کے پہلے دو سعیوں پر مزارت اپنی عادت کے طبقات اپنے مرسل۔ مامور من افکار اور پھر مجدد۔ فہدیاً تصحیح ہوئے کہ ثبوت میں تجسسیں مختبر طبود دلائل پیش کئے اصل یا بھی اضافے حضرت پیر صاحب موصوف اور ویگر علماء و فضلا، اسلام کو لکھا کیا ہے وعادی کی تو دید میں کوئی دلیل اگر آپ کے پاس ہے۔ تو کیوں پیش نہیں کر ستھ ہو۔ اس وقت میں مفاسد پڑھ کے ہیں ماس لئے مجھے مصلح کے عہدہ میں بھیجا گیا ہے۔ آخر پر آپ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اگر پیر صاحب خندے سے باز نہیں آتے۔ یعنی ندوہ میرے وعادی کی تو دید میں کوئی دلیل پیش کر لئے ہیں۔ اور نہ مجھے تصحیح دیکھ رہا ہے۔ تو اس نسبت کے رفع کرنے کے واسطے ایک طریقہ فیصلہ کی طرف دعوت کرتا ہوں۔ اور وہ طریقہ یہ ہے۔ کہ پیر صاحب میرے مقابلہ پر دارالسلطنت پنجاب کا ہو۔ میں چالیس آیات قرآنی کی عربی تفسیر لکھیں۔ اور ان چالیس آیات قرآنی کا انتخاب بذریحہ قرآن زانی کر لیا جائے۔ یہ تفسیر فتحیع عربی میں سات گھنٹوں کے اندر میں ودق پڑھی جاوے۔ اور میں (روا) بھی ان ہی تفراط سے چالیس آیات کی تفسیر لکھوں گا۔ ہر دو تفسیریں تین ایسے علماء کی خدمت میں فیصلہ کے لئے پیش کی جائیں کہ جو فرقین سے ارادت و قیدت کا ربط و تعلق نہ رکھتے ہوں۔ اول علماء سے فیصلہ شناختے سے پہلے وہ متعلق اخلاف لیا جاوے بتو نزد محضات کے بارہ میں نہ کر دے ہے۔ اس حلف کے بعد جو فیصلہ یہ ہر سہ علماء، فرقین کے تفسیریں کی بایست صادر فراہیں۔ وہ فرقین کو منظور ہو گا۔ اون ہر سہ علماء کو جو حکم تجویز ہوں گے۔ فرقین کی تفسیریں کے متعلق فیصلہ کہنا ہو گا۔ کہ قرآن کریم کے معارات اور نکات کس کی تفسیریں صحیح اندازیا ہیں۔ اور عربی عبارت کسی کی پاچا درہ اندفعہ ہے۔ اگر پیر صاحب خود یہ مقابلہ نہ کریں۔ تو اور چالیس علماء ملکہ میرے مقابلہ پر شرائط کوہہ سے تفسیر لکھیں۔ تو ان کی چالیس تفسیریں اور میری ایک تفسیر اسی طرح تین علماء کو فیصلہ کے لئے پہنچا دیگی۔ انہی مزاج کی یہ جھٹکی تو انصاف کی ہے۔ مگر اس کی دلخواش کا لیں۔ ناچاہکو ناشروع اور یہودہ بیٹھنیوں کو خذت کر دیا جاوے۔ تو اس کا تمام ما حصل اور خلاصہ صرف یہی ہے۔ جو اور پیر کی چند سطروں میں لکھا گیا ہے۔ میں نہ اہام کا دعوئے ہے۔ نہ جی کا سکر یقیاس غالب کا اس خطیں حضرت پیر صاحب کو عالیِ شخصیں خاطب کرنا دو وہی سمجھا۔

اول۔ یہ کہ صوفیا سے گرام کا طرفی و شرب مرغ و مرچ خل کا ہوتا ہے۔ یہ وگ گوشہ تباہی میں

عمر کا بیس کروڑ نہیں تھا۔ سمجھتے ہیں کہ جو کی دشکنی و نہیں منتظر نہیں ہوتی پھر حضرت ساہب
مدد حکم سے ہونی مشاگل و صورتیت میں بھی یہی قیاس ہو سکتا تھا۔ لیکن آپ فرماتے نہیں اور تھی
حضرت فیضت کو ہر طرح سے ترجیح دیتے۔ اور اس طریق فوجہلہ کو جو حقیقت امن زا کے عادی کی تصدیق
کا فیصلہ نہیں تھا اپنے ذمہ ہوئے ذرا شاید اگر تو خارجہ میں کی تقدیر اسی میں مزدرا کی مقیابی کافی تھا اس کا
نیز دوسرا سے علاوہ کام کے ساتھ تحریر و مدارفہ و پاہیں وائی خرط کے ساتھ کا حصنا ہو گا۔ رکھتا
قہاد کوئی بتا سکتا تھا۔ کہ مزدرا پاہیں سے کہہ علاوہ کے ساتھ کیوں ایسا تحریر و امباہشہ ہے؟ اس کا
اس کی وجہ سرست یہ ہے کہ اس کو جو ڈیٹشنج اسے بیووڑہ تعالیٰ دکھانی مطلوب ہوتی۔ مدد اگر
حروف تصدیق دعویے اور ہم اسے ملنا مقصود ہوتی۔ قوام خالکسار نے جو سوار گستاخ ۱۹۷۸ء
کو ہم ملک اتنا بڑا میں اپنی کمیں بیان کر شروع کیا تھا۔ اور بعد ازاں اخڑ
بھی ہی سال کی تھا۔ اور اسی اف کھما تھا۔ کچھے بیان کر کے کاستہ پہاکنی بخشنہ منظور ہے میں تھی
جسیں صورت پر پاہے مقابلہ کر لیتھے۔ اس کے جواب میں مزدرا جی اسے بخود ہوئے کہ یہاں
کروڑ تک نہیں بدلتے۔ وہ پشمین ہی اثیباً اور وہ خط ای غائب کر دیا۔

دوم۔ یہ کہ مزدرا قادیانی حسب عادت شرعاً خود (اس لئے کہ فقط اس کو اپنی پتھر
ہو سکتا ہے) ہمیشہ نامی اشخاص کے مقابلہ میں مباہثہ کا استھان دریافت کرتے۔ اس
اس خوب پر دوسرا سے اشخاص کے مسافر تھے پرانی شہر کے رہائشی ہے۔ جو اور جو ہے۔ کہ اس
چھٹی میں بھی حضرت ساہب موسیت سے استھان گاہ تراہ۔ اور وہ جوابی بھی کی پانچہ را کیا
چھپوا۔ اس مباہثہ کی شہرت درود راز ملکوں میں کرو دیں۔ اور یہ کاپیاں مختلف اطراف میں
بچھوادیں۔

لیکن فرم اس فیضیارا العلام حضرت پریسا ہب نے ایسے ناک وقت میں کہ اسلام کو ایک
خدا کی تصدیق کا سامنا فرمائے تھے میں آئے کوئی نشیفی پر ترجیح دی۔ اور حسیب اللہ عز
بتیخ ۲۵ اگست ۱۹۷۸ء اسیل فرمایا۔ اور لکھ دیا۔ کہ وہ خود ۲۵ اگست ۱۹۷۸ء کو اس لئے
کہ مزدرا نے تقریباً تاریخ کا اختیار حضرت پریسا ہب کو دیا تھا) لاہور آ جاویں گے۔ آپ بھی تاریخ

مقررہ پیش کیا گی۔ چونکہ مرا نے ماہ جانیٰ تسلیم ہوئی چھپی نہیں اس طرف فیصلہ کی ملزمانہ خوت کرنے کے پہلے اپنے دعا دی پر اور کسی ہستہ باہر پہنچنے کے لئے پہنچنے اپنے کھلے بے کار کسی سٹینڈ کے پیش ثابت نہیں ہوتا۔ کوئی بھی اور کسی زبانہ میں حضرت عینی مطہری الاسلام جماعتی عصری کے ساتھ آسان پر پڑھ سکتے ہیں اسکو ہر خوازہ میں تم مخدومی جسم سے ساختہ تازل ہوں گے۔ اگر کھا ہے تو یہاں، یہی صویت پیش نہیں کرتے۔ ماحق نزول کے نقطہ کے ایسے معنے کرتے ہیں کہ ادا انزالنا کا فی الیلۃ القدر اور ذکر کا رسولہ کا راز نہیں بھیتے میری سعیت و مہدویت کا انزان میں کسوٹ خوف کا دیکھ بکھرے ہیں۔

تیرا۔ چون نہیں مانتے مدد کی ست ستر سال گذرا بلکہ ہیں۔ مچھر بھیتے مجدد نہیں مانتے۔

تیرا۔ ترکامات مرا نے اس طریق فیصلہ کی طرف دخوت کرنے سے پہلے اسی چھپوں کی تحریر کر دیں تو در صرفاً ایک ہی طریق فیصلہ پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ ہر دو باتیں علی الترتیب پیش کی ہیں۔ اس نے مفترت مددوں نے بھی ہر دو طریق فیصلہ کو ملکہ الترتیب بھی تسلیم کیا۔ اور پسندیدہ رایا۔ کوئی مرا سے اس کے پیش نہ ترکامات جو اس نے اپنی چھپی میں تحریر کی فیصلہ سے پہلے پیش کئے ہیں، من لئے بانیں۔ اور مسح عایدہ السلام کا جم عصری کے ساتھ آسان پر جائے کی بابت حدیث بلکہ قرآن کریم کی تخلیق اندامت مدنیت پیش آیجاد ہے ملک اور مسح کا بحسبہ العصری آسان پر جانا اقرار کا ان کریم کی نفس سرخ سے ثابت نہ ہو۔ تو صدر کو کہنا چاہیے کہ حدیث ہمی کی تجویز کیا ہے۔ یا کیا نیز بھی میں نہیں آتا تھا کہ کوئی نزول کے معنی جواب تک تیرہ سو سال سے مجتہدین اور حمدشیں باکر سماجیہ کرام اور امدادیت نے تھیں بھی درد کیا ہو سمجھ اور یہ بھی سمجھیں، خلیل، آتا۔ کہ مسنا ایک اکون فضیلہ جن تاریخوں میں ہوا ہے۔ وہ کیونکہ آپ کو سیجیت کا فرشا وہ ہے۔ یہ سب امور احتمالی حق کی غرض سے حضرت الموزح۔ مرا کی طرف رجوع کریا جائے۔ اور مرا کی قرارداد انتراکٹ کے موافق قفسی لکھی جاوے۔ اس عرصہ میں آج تک مرا کی طرف سے کوئی جواب نہ لکھا۔ لہذا ان کے بعض خواریوں کی طرف سے اشتہارات نظر اور شائع ہوئے کہ تقریری اسماحت کی کوئی شرط نہیں تھیں۔ لیکن

ان تحریرات کو اس لئے بے منتهی خیال کیا گیا تھا۔ کہ خود مزاکے اپنے ہشتہار شہر ۲۰ جولائی ۱۹۷۹ء میں جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ہے۔ ہر دو امور مفصلہ علی الترتیب مطلوب تھے۔ اور پہلے ایک ہشتہار میں ہولی نازی صاحب نے صفات ٹوپ مرزا کی جماعت کو مطلع کر دیا تھا۔ کہ پیر صاحب صرف اس صورت میں قلم اٹھا دیں گے جو کوئی مباحثہ کریں گے۔ جب کہ بال مقابل مرا خود مددان میں آئے۔ یا کچھ تحریر کرے ورنہ نہیں۔ پس حضرت پیر صاحب کی جوابی جھی مطیعہ ۲۵ جولائی ۱۹۷۹ء خاص مرزا کے نام پر تھی۔ بصدرت اندر مرزا کو بذات خود جواب دینا چاہئے تھا۔ لیکن اس نے با وجود اتفاقاً عوصہ مدد ایک ماہ کے کوئی انکار شائع نہیں کرایا۔ بلکہ اپنے طریق عمل سے یہ تسلیم کر دیا۔ کہ وہ اس امر پر راضی ہے۔ کہ ہر دو طرح سے مباحثہ ہو جائے۔

اس کے بعد حافظ محمد الدین صاحب تاجر کتب مالک تہم کا رخانہ مصلحتی پریس لاہور نے ایک ضروری اچھی وحی بری شدہ مرزا کے سکوت پر چھاپ کر خاصی مرزا کے نام پر جھیجی اور عام شتہر بھی کی۔ اس کے جھی کچھ جواب نہ آئے پر انہوں نے وحی بری شدہ جھیجی بریسر ۲ اور چھاپ کر مرزا کو عدالت کی۔ اور عام تقتیم کر دی۔ مگر مرزا کو کہاں پہنچ سو تو اس کی کچھ جواب دیتا =

تاہم اس رہا سہما عدد رفع کرنے کے لئے حکیم سلطان محمود صاحب ساکن حال پنڈی نے (جس کی طرف سے پہلے بھی متعلق مباحثہ کئی ایک ہشتہارات شائع ہوئے تھے) ایک مطبوعدہ کہ شہر نوریہ جوابی ریاستی مرزا کے پاس ارسال کر دیا۔ جس کا آخری مضمون یہ تھا۔ کہ اگر مرزا کی علمی و عملی کمزوریاں اس کو اپنی منگلات شرائط کے احاطہ سے باہر نہیں نکلنے دیتیں مادر اسے مند ہے۔ کوئی آن بخاری ہی پیش کردہ شرائط تسلیم کرو۔ تو ہم جب تک کریں گے۔ ورنہ نہیں۔ تو خیر۔ لو یہ بھی سہی۔ — — —

پیر صاحب تہاری سبب پیش کردہ شرطیں یعنی جس طرح سے تم نے پیش کیں ہیں۔ منظور کر کے تمہیں چیلنج کرتے ہیں کہ تم مقررہ تاریخ یعنی ۵ ہر اگست ۱۹۷۹ء کو لا ہو را جاؤ۔ یہ اعلان عام طور پر شتہر کر دیا گیا تھا۔ علاوہ اس اعلان کے جناب پیر صاحب نے تقریباً یہ

مزید حافظ محمد نین صاحب ناک مطلع مصطفیٰ پس لاءور کو بھی ایسا فرمادیا۔ کہ ہماری طرف سکھر آئی تمام شرائط کی منظوری کا اعلان کر دو چنانچہ حافظ صاحب موصوف نے نذریہ اشتہار مطبوعہ ۲۷ء ۱۹۸۷ء سترہ ۶ شتمہ کر دیا۔ کہ آج برند جمیں ۲۷ پجھے شام کی ٹرین میں یوجہ ہمہ دی حسالم پیر صاحب مزرا کی تمام شرائط منظور کر کے لاہور تشریف فرما ہوں گے اور محمد بن ہال الجن اسلامیہ واقعہ برجی دروازہ لاہور میں بغرض انتظار مزرا قیام فرمائیں گے چنانچہ ۲۷ اسی شام کی گاڑی میں مددود تین سو علماء مشائخ و خیرہ ہمراہیان کے تشیع فرما لاءور ہوئے۔

حضرت مددوح کی زیارت دہشت قبال کے لئے اس شرق دلکش سے رُگ گئے۔ کہ اسٹیشن لاہور اور بادامی باغ پرشانہ سے شانہ پھلتا تھا۔ شرق دلکش سے رُگ درڑتے اور ایک دسر سے پُر گرتے چلے جاتے تھے۔ حضرت مددوح اسٹیشن سے باہر ایک باغ میں چند نشانہ تک استراحت کر کے محمد بن ہال برجی دروازہ میں مقیم ہوئے۔ لاہور کے علمائے کرام جو آپ کی تشریف آوری کے منتظر تھے۔ آپ کے ساتھ شامل ہو گئے۔ نیز اور بھی علماء مشائخ و معززین اسلام اصلاح پشاور۔ پنڈی۔ چشم سیالکوٹ۔ ملتان ڈیرو ہات۔ شاہ پور۔ گجرات۔ گوجرانوالہ۔ امرتسرد غیرہ وغیرہ مقامات سے بغرض شمولیت مجلس مناظرہ مصائب کثیرہ کے مخلل ہو کر آپنے۔ مزرا کے لاہوری پیر داں نے مزرا کے تمام خطوط۔ تاریں اور ضروری تاقدیر داں کئے۔ مگر بعد اگر جوش چیلے نہایت مضطرب مالت میں قابیاں پہنچے۔ اور ہر چند اپنے پیر و مرشد مزرا کو لاہور لائے گئے لئے منت د سماجت کی پا داں پڑے۔ مگر مزرا کی دلی گئوری سنتے ان کو اپنے فدا کے پیر و دل کی درخواست منظور کرنے کی طرف مائل نہ کیا۔ اور وہ بیت الفکر میں ہی داخل دفتر رہا۔

حضرت پیر صاحب ۲۷ء ۱۹۸۷ء سے آج تک لاہور میں رونق افزڑیں۔ اور مزرا کا ہر ایک طرین میں بڑے شوق سے اس وقت تک انتظار ہوتا ہے۔ مگر اور ص سے سدا سے برخاست کا معاملہ ہو کا۔ یہ حقیقت میں خود مزرا کے اپنے قول کے مطابق ایک آجی علیت دجال کا کھلا کھلانشان تھا۔ جس نے مزرا کی جھوٹی و بیجا شخصی کو کچل دالا

اندھا اپ کے حواس کی دھکت ہوئی۔ آہقا بلہ میباختہ لا ہو رہ ترہ نہ۔ آپ کو سوائے پانچ بیت المقدس کے تمام دنیا و اقیمہ کی خبر نہ رہی۔ اور وقارنا فی قلوبہمہ ملے عباد بھاگھر اس کا ضمون دوبارہ دنیا کے سفر پر مرحوم نہہر پیدا یا۔ ایساں کے حصوں پر نور حضرت پیر صاحب مددح کے دست مبارک پر نہاد ند کرم نے وہ نشان خاہ بر کر دیا جس کا انہیں وکان حطا علیتیا نظر المؤمنین میں وعدہ دیا گیا تھا۔ نہاد ند عالم نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس و بارکت ذات پر نبوت اور رسالت کے تمام مدارج ختم کر دیئے ہیں جس طرح پہلے سید کردار جھوٹے رسولوں کو انہی فیت اور خداون کے اپنے کفر و غدر نے انہیں ذمیں و خواز کر دیا ہے۔ ایسا ہی اس نے مزا کی جھوٹی مہدویت رسالت و مسیحیت کا بھی خاتم کر دیا۔ اور آج دنیا پر سجنی ریشن ہو گیا۔ کہ سید نامولینا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منسوس صفات ماسب اور افسوس نامولینا خواجہ راحت کرنے والا اس طرح سے علی موسی الشہاد رسیا ہوتا ہے۔ اور اپنے ہاتھوں خود زنج ہو جاتا ہے کیا غور و عجرب کا مقام نہیں ہے۔ سکر مزا نے بالآخر ستر کیک کے خود بخود حضرت پیر صاحب اور نیز شندے چاہ کے تمام مسلم الشہاد مشائخ و علماء کو خریری تلقیری میباخت کی وعوت کا وہ اعلان کیا۔ جس کی نہارہ کا پیار، شندے پنجاب کے تمام اضلاع و اطراف میں مزا نے خود تعریف کیں۔ اور اپنی عربی و قرآن و اتنی تیز وہ لادن، زنی کی۔ کہ جس کا وہ خواب بیس بھی خیال ریتے کا مستحق نہیں تھا۔ اس نے اپنے ہاتھوں سے لکھا۔ کہ ”اگر میں پیر صاحب اور علماء کے مقابلہ پر لا ہو رہ نہیں پھوٹو۔ تو مجھ پر مرد و د جھوٹا اور ملعون ہوں۔“ اس شد و د کے استھنار کے بعد جب اس کو پیر صاحب نے معہ دیگر عملی کے کرام بنتطوری شرائط لا ہوئیں طلب کیا۔ تو مزا کی طرف سے سوائے بڑہ لانہ گہریں کے آمد کوئی کارروائی نہ ہوئیں نہ آئی سخت انسوس کا مرقعہ ہے۔ کہ کہ مزا کے مرید اپنی دنوں میں جبکہ پیر صاحب خاص لا ہوئیں میں کاروائیں علماء و فقراء اور نہاروں میں کاروائیں کے ساتھ اشتہریں رکھتے ہیں۔ اس ضمون کے استھنارات شارع کریکر میں کپر صاحب میباخت سے بھاگ لے گئے۔ اور شرائط سے انجام کر گئے بسمیان اور

ڈسٹریکٹ افسسے شرمی ہو تو ایسے کہ دروغ گوئم پروردئے تھے۔
اس موقع پر مزرا، کی سیم تعلیم پر سوت افسوس آتی ہے۔ کہ کیا امام زمان کی تعلیم
کا یہی اختر پہنچا ہے کہ ایسا سفید بھروسہ لکھ کر مشتبہ کیا جائے۔ اور نبادہ افسوس اس پر
تے کہ مہدہ دنیا رات بھی مزرا یوں کی اس ناشائستہ تحریک پر فرزن کر رہے ہیں اور
ہنسنی اڑا رہے ہیں۔ یہیں اڑیاں بھایاں جلیسیج کی تعلیم کو اپنارہ ہے۔ اور پنجاب
کے مختلف اضلاع کے رہنے والے ہیں۔ اس امر کا حدائقی دل تے اعتراض کرتا ہوں۔
کہ پیر صاحب نے موعان علما۔ کرام دشائی خطاں کے جواہر پر کے ساتھ شامل ہیں
اسلام کی ایک بے بہا قدرست کی ہے۔ اور مسلمانوں کو یہ انتہا شکر فرمایا ہے۔ اور
ہمارا نہ راست کیتے کر آئیں۔ کوہبہت سے مسلمانوں بھائی مزرا کے اس سارے دعکات کے
ان کی دام تزویریں گرفتار ہونے کے بعج گئے رائی آفرین۔
آخر میں مولیانا صاحب نے ایک پروردہ تقریبیں بالتفصیل یہ بھی بیان کیا۔ جو بودھ
طوفالت یہاں درج نہیں ہو سکتا جیس کہا اصل یہ ہے۔ کہ اس پر ہمیں دنیا میں مزرا
چیزیں لکھ اس سے بڑ سکر بہت سے بھروسہ بنی، متوجه ہندوی بنتے کار دعوے اکرنے والے
پہنچا ہو کر اور اپنے کیفیت کو پہنچا جو طرف غلط کی طرف صفحہ ہستہ۔ اس پرکیزیں۔
وہ، اس کے بعد مولیٰ تکان الدین و مولیٰ صاحب چوہنہر منتظر ہیں۔ کوہبہت پنجاب سکر یہی
انجمن فتحانہ نے سر لئنا مولوی محمد حسن دلسبد کی تائید کی۔ اور مزرا کے پندہ استبداد است
سے ان کی اس فتنم کی کارروائیوں پر نہایت تہذیب، درشتائیت، تکفته بندی کی۔
وہ، مددو اس بحث حضرت مولیانا دو سعد محمد عبید الحلق سماحت سجا وہ شہین جہان بخدا
شریعت نے مزرا اور اس کی بہبود، کارروائی کی نسبت چند بیمارک لکھ۔
وہ، پھر ایک نا بینا حافظ صاحب نے جوا پنے آپ کو بظروف تخلص کرتے تھے۔
ایک خلیفانہ نظر پڑی۔ جس کی نسبت حضرت، بوسعد محمد عبید الحلق صاحب موسوف
کے فوراً کھڑے ہو کر فرمایا۔ یہ خلیفانہ نظیمیں پڑھنے کا موقعہ نہیں ہے۔ بلکہ بیان تو
احوال فیصل اڑائے علما۔ کرام کے بجا رہیں۔

(۷) اس کے بعد ابوالوفا مولوی شناوار اللہ صاحب امر قسری نے مزرا کی تدام پشتیگوئیوں کے علاط ثابت ہونے کی نسبت زبردست دلائل بیان فرمائے۔ اور یہ بھی فرمایا۔ کہ ایسے شخص کو مخاطب کرنا۔ یا اس کی کسی تحریر کا جواب دینا بھی گویا علمائے کرام کی ہنک اور ان کے شان سے بعید ہے۔

(۸) مولانا حافظ سید جاعت علی شاہ صاحب سجادہ نشین نے عقائد مزرا کے تعلق تردید کی اور کچھ جناب پیر مہر علی شاہ صاحب کی تشریفیت دری کی نسبت تائید انہیات محمدگی سے بیان فرمایا۔

(۹) ازان بعد جناب مولینا مولوی مفتی محمد عبدالرشد صاحب توکی پر نیسراو منتظر کا بح و پر نیز یہ دلائل حامت اسلام لاہور نے چند آیات قرآن کریم و حدیث نبویہ اور نیز دلائل عقلیہ سے مزرا کے عقائد کی سخت تردید فرمائی۔

(۱۰) اس کے بعد مولوی احمد دین صاحب ساکن مومنع بادشاہی ضلع چہلم نے مزرا کی نیباتات کی تردید میں ایک مؤثر وعظ فرمایا۔

(۱۱) اور آخر میں حضرت پیر صاحب نے دعائے نیجر کی۔ اور تمام حاضرین نے آمدیں کے نزبے بلند کئے۔

تیجہ یا فیصلہ حلیسم ہا

بلحاظ جملہ حالات مزرا و حسیب روئیدا و من درجہ بالا جملہ علمائے کرام و مشائخ عالی مقام و رؤسائے عظام و حاضرین حلیسہ مل سلام کی تفق رائے سے یہ قرار پایا۔ کہ :-

۱۔ کہ مزرا علام احمد قادری کو تحقیق حق منسلک نہیں۔ اور وہ خواہ بزرگانِ دین و عزیزین اسلام کو اپنی شہرت کے واسطے مخاطب کر کے دیگر اشخاص کے مصادر سے اپنی شہرت و مشہوری کرنا چاہتا ہے۔ اور یہی اس کا مقصود ہے۔

۲۔ اس متعلقہ پر اس نے حضرت پیر صاحب کو مدد دیگر علمائے کو خود بخود دعوت

مباحثہ دیکھنے کی تکلیف دی اور وقت پر مقابلہ میں آئے سے مدد اگر یزکر کے اپنی لاف زنی سے صد ۲
بزرگان و معاشرین اہل اسلام کا وقت ضائع کیا۔ بلکہ کئی ایک طرح کے حرج دہاروں روپیہ
کے مال نقصان کا انہیں تحمل کیا۔

(۴۳) اس کے عقاید بالکل خلاف قرآن کریم و سنت رسول اللہ ﷺ علیہ وسلم و صحابہ کرام
کے ہیں۔

(۴۴) اس کے دعویٰ بالکل غلط و بے بنیاد اور لغزیں۔

(۴۵) وہ آخر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلاف خود رسانات کا دعویٰ ہے۔ وہ اپنے اشیاء محسوسات
میں یوں لکھتا ہے۔ قل يا ایها الناس انی رسول الله الکم جھیعا۔ (ترجمہ) یعنی اے
غلام احمد تو تمام لوگوں کو کہدے کہ میں تمہارے لئے رسول اللہ ہوں۔

(۴۶) وہ قرآن تجدید کی آئیتوں کو اپنے پر نازل ہونا تحریر کرتا ہے۔ اور قادیانیوں کو بیت اللہ سے
نسبت دیتا ہے۔ اور سید قادیانی کو سمجھا اقصیٰ کہتا ہے۔ اور حرج آخر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
منکر ہے۔

(۴۷) وہ حضرت میں علیاً کلام و روح القدس کی سخت نویں کرد ہے۔

(۴۸) وہ بزرگان دین کے حق میں بہت بیجا و میک امیر تحریریں شائع کر کے ان کی اول نشکنی کر
رہے ہیں۔

(۴۹) وہ اپنے من گھرست الہاموں اور فضول و عوہوں سے ناحق دنیا کو وحشا کا دے رہا ہے۔

(۵۰) اس کی: وراس کے حواریوں کی تحریریں سخت بر تہذیب اور زاجائز الغافلوں سے بڑی
ہوتی ہیں۔

(۵۱) اس کی عالم اسلامی مخالفت اور خلاف دینی عقاید کے باعث اسے علمائے سہن و ستان
و غیرہ فتویٰ کفر دے پکے میں ہے۔

پس بحاظ وجوہات مذکورہ بالا حاضرین جلسہ کی اتفاق رائے سے یہ قرار پایا۔ کہ یہ شخص مخاطب
ہونے کی صیحت نہیں رکھتا۔ اور مشناک دروغ گوئی سے اپنی دو کانزاری چیز ناچاہتا ہے
اور اس سے ہمیشہ یہ اصول بحث اور مقاومت دعاویٰ سے پالہمازی اور حیدر جوئی کو اپنا شعار

کرنا یا ہے۔ اور شرفا کی پکڑیاں اتارنے اور بیازاری دعایمیا نظر کات سے اپنی روزی کمائنے کا پاکھنڈا اس نے بنائے ہے۔ اور مذہبی مباحثات میں جو آزادی ہماری عادل گورنمنٹ سے دوست رکھی ہے۔ اس کو بجا طور پر استعمال کر کے ہندوستان کے مختلف فرقوں میں فتنہ داد دعا دہندا ہانا پاہتا ہے۔ اس لئے آئینہ کوئی اہل اسلام مزرا قادریانی یا اس کے خواجوں کی پروگرامز کریں۔ اور نہ ان سے مخاطب ہوں اور نہ ہی انہیں کچھ جواب دوں۔ کیونکہ اس کے عقائد وغیرہ باشکل خلاف اسلام ہیں۔

حصہ دو: حضور وقت نے گنجائیں دی اور سخن کرایوں کی واقفیت نے تقاضا رکھا
صد روحہ ذمہ عطا کی کلام مسئلہ بخ عظام کے وسخن حاصل کر لئے گئے

جواب پاہو سید حضرت خواجو محمد عبد الحق صاحب سجادہ نشین جیلان خیالان بن حضرت خواجو
صاحب حسن عزافی رحمۃ اللہ علیہ شرفاً جاب مولینا عبد الجبار صاحب بن مولینا سلوی محمد عبد اللہ
صاحب غزوی + جواب مولینا مولوی مفتی محمد عبد اللہ صاحب ٹوپنگی + جواب صاحبزادہ
سید عبد القادر صاحب سجادہ نشین باہجہن خیالاں ضلع شاہ پور + جواب صاحبزادہ عبد العزیز
صاحب بجاوہ نشین چاچر شریف ضلع شاہ پور + مولینا مولوی عبد الاصد خان صاحب خانپوری۔

مولینا حافظ عبدالمثان صاحب ذیر آبادی + مولینا مولوی احمد الدین صاحب سکن بھوئی ضلع
راولپنڈی + مولینا مولوی حافظ روز احمد صاحب لمبائی شیرمال مدینہ انوار الرحمن + مولینا شاہ
محمد العزیز صاحب باغانپوری + مولینا مولوی میر محمد عبد اللہ صاحب لپتادری + مولینا مولوی
محمد یوسف صاحب سکنہ بھوئی ضلع راولپنڈی + مولینا مولوی عبد الحق صاحب غزوی +
مولینا مولوی محمد شریف صاحب سکنہ بھیگووال ضلع گجرات + مولینا مولوی علام صطفیٰ صاحب نام
درست دارالعلوم بھین تھانیہ لاہور + مولینا مولوی حافظ محمد غازی صاحب ضلع راولپنڈی +

مولینا مولوی ابوالحسنین محدث صاحب فیضی مدرس دارالعلوم بھن تھانیہ لاہور + جواب مولینا
مولوی حافظ سید جاعت علیشاد صاحب بجاوہ نشین نقشبندی + جواب صاحبزادہ محمد حسین
صاحب سعادہ نشین حکمہ سی بھیگووال ضلع گجرات + مولینا مولوی علام محمد صاحب بھوئی

نقشبندی امام جامع مسجد شاهی لاہور + مولینا مولوی شنا و اللہ صاحب امرتسری + مولوی
 مولوی محمد علی صاحب واعظ + مولینا مولوی عبد اللہ صاحب بجا دہشین ساکن بخارصایع نہارہ
 مولینا مولوی فرمائی صاحب ساکن ضلع شاہ پور + مولینا مولوی محمد وکری صاحب
 بجھی اولی مدرس مدرسہ حسیدیہ اخین حمایت اسلام لاہور + مولانا مولوی حافظ احمد الدین
 صاحب والد مولوی سعید الدین صاحب + مولینا مولوی محمد بار صاحب امام مسجد طلاقی
 لاہور + مولینا مولوی ابو محمد احمد صاحب لاہوری + مولینا مولوی حکیم الدین صاحب
 لاہوری + مولینا مولوی محمود الدین صاحب + مدرسہ اسلامیہ دیرہ خاڑیخان +
 مولینا مولوی احمد الدین صاحب ضلع جلیم + مولینا سازخان الدین صاحب ساکن گولڑہ
 شریف + مولینا مولوی حافظ احمد علی صاحب بیلوی + مولینا مولوی نور احمد صاحب
 پسروری + مولینا مولوی حافظ جمال الدین صاحب لاہوری + مولینا مولوی حافظ
 محمد حسین صاحب سجد چینیاں لاہور + مولینا مولوی نور احمد صاحب ضلع فیروز پور بند مولوی
 احمد علی صاحب سیاکلوی + مولینا خلیفہ عبد الرحیم صاحب واعظ اخین حمایت اسلام
 لاہور + مولینا مولوی عبد اللہ صاحب مدرس دارالعلوم اخین حمایت لاہور + مولینا مولوی
 شہاب الدین صاحب مرول والد + مولینا مولوی عبد الکریم صاحب مدرس مدرسہ اسلامی
 کالا + مولوی محمد فضل حق صاحب ضلع شاہ پور + حضرت خلیفہ شاہ عزیز الدین صاحب
 پشاوری + مولوی عبد الطیف صاحب محنتی علاقہ افغانستان + مولوی عبد العزیز
 صاحب جائیٹ سکرٹری اخین حمایت اسلام لاہور + مولینا مولوی نور الدین صاحب
 امرتسری + مولوی علی محمد صاحب، سنتیٹ سکرٹری ناظم المعلم اخین حمایت اسلام
 لاہور + مولینا شفیق الرحمن صاحب لاہوری + مولینا سید حسن صاحب مدرس مدرسہ
 اسلامیہ راولپنڈی + مولینا مولوی غلام ربیعی صاحب بھوٹی + مولینا سید لعل صاحب
 صوفی ضلع نراڑہ + مولینا مولوی فتح علی صاحب ریاست جموں + مولوی امیر حمزہ صاحب
 ساکن بھوٹی ضلع راولپنڈی + مولوی جمال الدین صاحب راولپنڈی + مولوی فضل محمد
 صاحب ضلع نراڑہ + مولوی احمد الدین صاحب ساکن جواہر تحریکیں چکوال +

مولوی احمد علی صاحب و اعاظہ بھوی + وغیرہ وغیرہ۔

تسلیم کے سرزا غلام احمد صاحب اور اس کے حوالیں کو واجب ہے کہ وہ خواہ مخواہ کھڑک سچے تجھے بزرگان دین و معزیز اسلام کے نام نامی اپنی تحریروں میں شائع کر کے نہیں ناطب کرنے سے بندیں۔ کیونکہ ایسی تحریروں سے بجز عامر خلائق میں باریکی پھیلنے کے سوا اور کچھ حاصل نہیں۔

ہم ان کی غضوں اور تحریروں کے جواب دینے سے حسب بائیت جلسہ اسلام بجوریں اور انہیں اب اختیار ہے کہ وہ ناچی بیگناہ کا عذوں کو اپنے نامہ اعمال کی طرح سیاہ کر کے جس قدر چاہیں زبانیں رسوانی اور ذلت حاصل کریں +

بعد اشتمام حلیسہ

صاحب جاودیں کی رائے سے تجویز ہوا کہ جلسہ بذا کی تمام کارروائی طبع کر کے عموماً پلیک اور خصوصاً اہل اسلام کی اطلاع کے لئے شائع کر دیجائے عالیہ بخاری نقشت کریں راجح محمد عطا و الشتر خان صاحب سابق سفیر کابل و حال آن زیری محسریت وہیں ان علماء و ذری ایاد و پرینزیپیت اجنب نہایت لاہور۔ جانب چوہری محمد سلطان خان صاحب پیر صڑیا سائبی میرشی کابل + جانب میرزا محمد نظر الدین فلان صاحب محبث درجہ اول لاہور۔ جانب میرزا محمد شاہ صاحب نقشبندی پیدا چین کو رت پنجاب راولپنڈی + جانب میرشی محمد علی صاحب چشتی پر پر امیر شرفیق ہند لاہور + جانب میاں صلاح الدین صاحب جزل بک مرحت وہیں لاہور جانب داکٹر حکیم غلام نبی صاحب سابق میونسپل کمشٹ لاہور۔ جانب خلیفہ عالم الدین صاحب پیکڑ مدرسہ + جانب میاں تاج الدین صاحب پشتہ کوٹھی دار رئیس لاہوری جانب مشی شمس الدین صفائی مالک وہستم مطبع شمس البند لاہور۔ جانب حکیم سلطان محمود صاحب راولپنڈی + جانب شائیق مالک وہستم مطبع شمس البند لاہور۔ جانب میونسپل کمشٹ لاہور۔ جانب خواجہ کرم بخش صاحب سیھی وہیں علم مولیانا مولوی ابو الفیض بن محمد حسن صاحب فیضی + جانب خواجہ کرم بخش صاحب سیھی وہیں علم پشاور + جانب سروار بہادر سید امیر علی شیاہ صاحب رسالہ ریکھر و آرڈر آف میرٹ درباری لائس صاحب + جانب مولوی تاج الدین احمد صاحب جوہر مختار عدالت چین کو رت پنجاب و

سیکری انجمن نجفیہ لاہور + جناب مولوی نواب الدین صاحب معتبر و مختار کار سروار غلام محمد فاضل
حسین ہفتم صلی اللہ علیہ وسلم پیرزادہ + جناب میرزا محمد ابریم صاحب قربیانش لاہوریہ جناب حافظ چڑاغ الدین صاحب
سوداگر و امین انجمن نجفیہ لاہور + جناب میان الطاف حسین صاحب رئیس لاہور + جناب
مولوی مجوب عالم صاحب ساکن گولڑاہ تشریف + جناب حاجی لا العبد اکرم صاحب سوداگر
پشاوری + درگیر صاحبان ۴

کاویانی کڈا کے ٹھاں جھوٹ

(از مولوی کرم حسین صاحب دالمیالی)

(۱) مولوی رسول پایا امرتسری جسے میرے مقابل پر یعنی یہودہ اور لغوط پر سالہیات المسح
لکھا تھا۔ اس کا یہ مقولہ تھا کہ اگر یہ طاعون میخ موعود کی صداقت کا نشان ہے۔ تو یکیوں مجھکو
طاعون نہیں ہوتی۔

(۲) اور اس کے عین طاعون کے دونوں میں جمع کے روز مجھکو الہام ہوا کہ یہوت قبیل ہذا
یوہی۔ آئندہ جمع سے پہلے مر جاویگا۔ چنانچہ وہ آئندہ جمع سے پہلے مر جاویگا چنانچہ وہ آئندہ
جمع سے پہلے ۱۹۰۲ء کو ۱۵ صبح کے اس جہان سے خصت ہوا۔

(حقیقتہ الوجی طبع دوم صفحہ ۲۹۹ و ۳۰۰)

مطالیہ: سر زانی امت بیلانے کو حضرت مولینا رحمۃ اللہ علیہ نے کہاں اور کس کتاب
رسالہ یا اشتہار میں یہ تحریر فرمایا ہے۔

(۳) مولوی صاحب ہو صوف نے اپنے رسالہ مذکورہ میں محض عام کا دل خوش کریں گے یہ چند
لفظ بھی من سے نکال دئے ہیں۔ کہ ہمارے دلائل حیات میخ توڑ کر دھنلا دیں۔ توہم نہار روپیہ
دیں گے۔ دل قلم الجو صدلا (مطالیہ) آپ نے یہ نہیں لکھا۔ کوئی میرزا زانی دھکا دے۔

(۴) پھر لکھتے ہیں۔ انہوں نے آخر کتاب کے یہ بھی کہ دیا ہے۔ میری کتاب میں سمجھہ میں نہ آئی
جیکیک کوئی سبقاً سبقاً بھی نہ پڑھے۔ (اتاق الحجہ) مطالیہ: یہ بھی جھوٹ ہے۔

کتاب مذکورہ صفتیت کا فنبریاروں تو پہنچا ہوا نہیں ہے کہ حوالہ کاملاً مشکل ہو۔ اس لئے کوئی
مرزاںی بتائے۔ کہ یہ کہاں لکھا ہوا ہے۔

(۵) مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ جب میں نے دعوت شروع کی تو میں اکیلا تھا۔ تو اب تین طبقی
سے زیادہ میرے ساتھ جماعت ہے۔ (مطالیب) مرزا صاحب کی زندگی میں یہ تعداد کہاں تھی
میں تو میدرکرنا ہوں کہ اب تک مجھی یہ تعداد پوری نہیں ہوئی۔ کوئی مرزاںی ثابت کر دے۔ اگرچہ میں تو
(۶) اور جو نشانات میرے لئے ظاہر ہوئے۔ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں (بخار امطالیب پیش کا
تو بجاے خود رہے سارے کادیانی ملکر تین لاکھ کی تولast شائع کریں۔ وگرنہ وہ بھی جھوٹے اور
انکار گروہ بھی جھوٹا۔

(۷) پھر فرماتے ہیں کہ میرا کام جس کیلئے میں اس میدان میں ھٹڑا ہوں یہی ہے۔ کہ میں عیسیٰ
پرستی کے ستون کو توڑ دوں۔ اور کجا ہے تسلیث کے توحید پھیلا دوں۔ پس اگر مجھے کروں
نشان ظاہر ہوں۔ اور یہ علت غالی ظہور میں ہوئے۔ تو میں جھوٹا ہوں، اخبار البدار ۲۰ جلد ۲۰ مورض
جوالی ۱۹۷۴ء

بخار امطالیب کیا عیسیٰ پرستی دنیا سے جاتی رہی۔ اور توحید و تسلیث کا رگرا تھیگڑا اللہ گیا۔ یا
جھیلوں کا تیلوں ہے۔ پھر اس سے زیادہ ظاہر جھوٹ کیا ہو گا۔

(۸) پھر فرماتے ہیں کہ غلام احمد کادیانی اپنے حروف کے اعداد سے اشارا کر رہا ہے۔ یعنی
تیو سو کا عدد جو اس نام سے نکلتا ہے۔ وہ بتلارہا ہے۔ کہ تیو ہوں صدی کے ختم ہونے پر
یہی مجدد آیا۔ جس کا نام تیرہ سو کا عدد پوکرتا ہے۔ درتیاق ص ۱۶ اور اسی کی تائید کے لئے
ترتیاق ص ۱۷ اور تخفف گو طریق کا صفحہ ۱۷ اور سنئے یہ عجیب امر ہے۔ ماورے میں اس کو خداوند تعالیٰ
کا ایک نشان سمجھتا ہوں۔ کٹھیک بارہ سو نوے ہجری میں خداوند تعالیٰ کی طرف سے یہ عاجز
شرف مکالمہ و مخاطبہ پا چکا تھا۔ (حقیقتۃ الوجی ص ۱۹۹) اور سنئے اس عاجز پر کشفی طور پر ظاہر
جو کمال طعنیاں اس کا اس سنتہ ہجری میں شروع ہو گا جو آیت و اذان علی ذہاب پر تعاورہ
میں بس بس جمل مختینی ہے۔ یعنی ص ۱۳۷ دارالاہادیم ص ۱۵۷ اس کی تائید میں اسی کتاب میں دوسرے
مقام پر جعلی فرمائی طاخطہ ہو۔ دارالاہادیم کا ص ۱۶۷ یہ دونوں مقام متفق ہیں۔ کہ مرزا صاحب کی

کما زمانہ ۱۲۶۷ء میں صدی کے فاتحے نے چھپیں سال پہلے تھا۔ پس اس وقت
تین بیان مرزا صاحب کے پبلک سامنے ہیں۔ (۱) سند ہجری پورے تیرہ سو سال میں
ہوئے تیرہ ۱۲۷۰ء میں آپ بعوث (مطلوبہ) مرزا فی امت بتلائے کہ اب آپ کی اس بات
بات کو صحیح بانیں اور لکھو جھوٹ۔ بہر کیف یہ اقراری ڈگری ہے جس سے مرزا فی بھاگ نہیں
سکتے۔

(۲) مومن اور عیسیٰ علیہما السلام کی درمیان دست چورہ سو سال مرزا صاحب نے لکھی ہے۔
حالانکہ سولہ سو سترہ ہے۔ ملاحظہ ازالہ اور گام ص ۹۶ مصنف مرزا صاحب۔

(۳) مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ کجب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف
لائیں گے۔ تو ان کے ناتھ سے دین اسلام جمع آفاق و اقطار میں پھیل جائیگا۔ (حاشیہ بر این
احمدیہ ص ۲۹۹ حصہ چہارم پھر فنا تے ہیں کہ اسلام کا عالمگیر خلیل سب دنیوں پر مسیح موجود
کے وقت میں سوگا۔ ملاحظہ ہو کتاب (چشمہ معرفت ص ۸۷ و ۸۸ صلیبی فتنہ پارہ پارہ موگا
ملاحظہ ہو کتاب آخر قلم ص ۴۷ اور میوا کچھ بھی نہ المأ قول مرزا محمود اسلام کفار کے نزد میں آگیا
ہے۔ ۵۔ ہر طرف کفرست بخوشان سچو افواح یزید
دین حق بخار و سیسی ہجۃ زین العابدین

اشتہار اسلام اور مسلمانوں کا فائدہ کئی امریں ہے۔ مرزا محمود ارجمندی ۱۲۶۷ء
(۴) پھر فرماتے ہیں کہ طاعون دنیا میں اس لئے آئی ہے کہ جو اسکے مسیح موجود سے نہ صرف
انکار کیا بلکہ اس کو دکھدیا گیا۔ الخ دافع الہلی (مطلوبہ) تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ
من عیسوی سے درسال پہلے بھی یہ مرض دنیا میں موجود تھا۔ اگرچہ وہ بائی طور پر لورپ
میں تیرہ ۱۲۷۰ء میں پھیلا ۴۴۵ حصہ سے جبکہ جب لندن پلیگ میں متلا نقا۔ اس کے
بعد پلیگ کا مرض رو با غلط ہو گیا۔ آخر ایسوی صدی کے پہلے تھا فی حصہ میں تیرہ ۱۲۷۰ء
میں یہ مرض سلطنت ترکی کے شرقی حصہ میں موجود تھا۔ چند سالوں میں وہاں پلیگ
یوپیں لوگوں کے لئے عام ہو گئی تیرہ ۱۲۷۰ء میں ہانگ کانگ اور جنوب مشرقی علاقوں
میں پھیلی تیرہ ۱۲۷۰ء میں ملکی میں پڑی ہندوستان کے دورہ میں قریباً ۵ لاکھ جانشیں

تلعہ ہوئیں۔ ملا حظہ ہو فرید ک شیرا میم ڈی ایف۔ آر۔ سی پی مقیم لندن کی کتاب بک لائبریریں آف لیڈیزین کا صفحہ ۱۳۳ انہوں نے تو پنجابی رسول کا زمانہ پایا۔ نہ ان کو تبلیغ کی نہ انہوں نے تکذیب بھر و کمس قصور میں پڑے گئے۔ اور ہلک ہوئے پس ثابت ہوا کہ پنجابی رسول کی تکذیب کا نتیجہ نہیں رہا۔ مرا صاحب کا یہ کہنا کہ مجھے جیتنک مجب دعووں میں سچا نہ مان لیں تک طاعون درونہ ہوگی۔ دافع البلا صفحہ سطرے اگر مرا صاحب کے نہ مانتے کیوجہ سے یہ عذاب ہتخا۔ تو ماننے والے بھی کیوں ساختہ ہی گھر طے کئے۔ حالانکہ عادۃ اللہ یہ حقی۔ کہ عذیز کو عذاب سے ہلاک کر دیتا۔ اور مصدقین کو بچا لیا کرتا ملا حظہ نورح کا قصہ ۱۷ سورا نبیا میں اور حضرت ایوب اور حضرت موسیٰ کی نسبت جو قرآن کریم میں ہے کہ ہم نے ان کو اور ان کے تابعہ اور کونجات دی اور مخالفین کو ہلاک کر دیا۔

(۱۶) پھر فرماتے ہیں کہ وہ قادر خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھیں گا تمام سمجھو کر قادیان اسی لئے محفوظ رکھی گئی۔ کہ وہ خدا کار رسول اور فرستادہ یہاں ہتخا۔ (دافع البلا صفحہ سطرے) مطالبہ تباہ کیا قادیان طاعون سے بچ رہا پرگز نہیں۔ بلکہ آپ کی چار دیواری میں داخل پوکر کا نہیں پھاٹ کی۔

(۱۷) میں وہی ہوں جس کے وقت میں اونٹ بیکار ہو گئے۔ اس پیشگوئی آئیت کریمہ اذ العشار، عطلت) پوری ہوئی (اعجاز احمدی حد مطالبہ کیا اونٹ بیکار ہو گئے اس کی تکذیب خود مشاہدہ کر رہی ہے۔ کہ کسی ملک میں بھی اونٹ بیکار نہیں میں شلح رشتک حصار سرسے۔ علاقہ باگر۔ داوري۔ جبیند وغیرہ اضلاع میں بزریہ اونٹ قلبہ رانی کر کے تمام کا شترکاری کا کام اونٹوں سے لیا جاتا ہے۔ گاڑیوں کے آگے بھی اونٹ جوتے جاتے ہیں اونٹوں کے رسائے ملٹری ڈیپارٹمنٹ میں موجود میں۔ جن کو کمیل نیدر کہتے ہیں (۱۸) پھر فرماتے ہیں ہلنی مہین من امر ادھانتک (بِرَمَنِ احمدیہ حصہ اول) سُوَا اس کا اٹ سید پیر مہر علیشاہ صاحب گولڑوی۔ سید جماعت علیشاہ صاحب علی پوری مولوی شاہ اللہ صاحب امتسري۔ مولوی کرم الدین صاحب بھیں۔ مولوی سید علی شاہ

صاحب دوالمیالی وغیرہ حضرات نے امامت میں کوئی کسر نہ کی لیکن خداوند کریم ان کو عزت پر عزت دیتا رہا۔

(۱۵) پھر صاحب فرماتے ہیں کہ مکہ اور مدینہ میں بڑی سرگرمی سے ریل تیار ہو رہی ہے اور انہوں کے الوداع کا وقت آگیا ہے۔ (اربعین ۷۳۷) مطالیکے کوئی کادیانی مرزا صاحب کی لاج رکھتا ہوا۔ ذرہ مکہ مدینہ ریلوے کا نقشہ پیش کر دے۔ وگرنہ گور و سعیت سب جھوٹے۔

(۱۶) پھر لکھتے ہیں کہ کوئی ایسی پیشگوئی میری نہیں ہے۔ کہ وہ پوری نہیں ہوئی ویکھ کشی فوج صلیٰ کئی پیشگوئیاں ہیں۔ جو پوری نہ ہوں۔ مثلاً نجدی بیک کی پیشگوئی مولوی شاہ اللہ ولی پیشگوئی اور بھی بہت پیشگوئیاں ہیں۔ لیگن بوجہ طوالت صفاتیں کئے نظر انداز کرتا ہوں۔

(۱۷) پھر فرماتے ہیں کہ میں بار اس کہتا ہوں کہ صادقوں کے عیوں الحضرت صلیٰ علیہ وسلم کا زمانہ نہایت صحیح پیمانہ ہے۔ اور ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر اور خدا پر اتفاق کر کے الحضرت صلیٰ علیہ وسلم کے موافق ۲۴ برصغیر تکاملت پائے اربعین صد مطالیکے کیا کہا ہے کہ مفتری کو ۲۴ سال زندگی مگر ان کی ثرا، راگ نہ کاٹی گئی۔

(۱۸) پھر مرزا صاحب لکھتے کہ قرآن کریم میں خیر موجود ہے۔ کام و قوت آسمان کو، ووف و خصوصیت ہو گا۔ (داعی العالم) کوئی مزالی قرآن کریم کے کسی مقام پر رکھا دے۔

(۱۹) پھر فرماتے ہیں قرآن شریف میں انا انت لذاتاً قریباً مِنْ الْقَادِيَانِ موجود ہے۔ رَاذَ الْأَوَّلَمْ صلیٰ علیہ وسلم۔ مطالیکے کہاں ہے کوئی کادیانی رکھ دے۔

(۲۰) پھر فرماتے ہیں تنہائی صحیح ہے۔ صفحہ ۸۸ میں بچن مطالیکہ اسلام میں جائز نہیں اگر کوئی نص صریح اس کے باہم نہیں ہے تو پیش کریں میر وغیری ہے کہ ہرگز نہ پیش کر سکیں گے۔

(۲۱) قرآن مجید میں گالیاں بھری ہوئی میں دلائل امامت صلیٰ علیہ وسلم مطالیکہ قرآن

کریم حمالی گلوجہ سے پاک۔ اگرچہ ہیں تو گالیوں کی فہرست پیش کریں
و ۲۷۴) پھر فرمایا کہ مجھکو خدا نے بذریعہ الہام فرمایا ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ
خوت ہو چکا ہے۔ اور اس کے زگ میں ہو کر د عدہ کم موافق تو آیا ہے۔ دارالامانہ

حصہ دوم ص ۶۵

مطالبہ جھوٹ ہے کیا وہ خدا جس نے مسیح اللہ کو زندہ بیان فرما لشان قیامت
 بتایا۔ اب اس کو وفات پائیجہ کا کہہ سکتا ہے۔ و لوکن من عند خیر اللہ وجده کا
 فیہ اختلاف کثیر ہے اس سے خدا کے الہام میں اختلاف نہیں آئیگا۔

(سولا) پھر فرماتے ہیں قیامت نہیں ہوگی۔ طبیعت بحی ازالہ امام (مطالبہ واث
الساعۃ آیتہ قرآن کریم میں جو آتا ہے۔ کہ قیامت ضرور تر اور نے گی کیا یہ صریح
 آیت کا انکار نہیں۔

و ۲۷۵) پھر فرماتے ہیں۔ کہ فرشتے کبھی زمین پر نہیں آئے نہ آتے ہیں۔ د تو صبح مرام
 صفحہ ۴۸ - ۴۰ - ۴۵ مطالبہ تتنزل الملائکہ والہم وح فیہا باذن ربہم
 ہن کل ہام سلام ہی حتی مطلع الفخری پت سوتیں۔ اسلام کیا مطلب ہے۔
 د ۲۷۵) پھر فرماتے ہیں کہ خدا نے قرآن شرف میں ایک جگہ یہ بھی فرمایا تھا۔ کہ آخری زمانہ
 میں مذاہب کے جنگ ہوں گے اور دریا کی ہوں کی طرح ایک مذہب دوسرے مذہب پر
 گزگیتا تاکہ اس کو نابود کر دے۔ اور لوگ اسی جنگ و جمل میں مشغول ہوں گے کہ ان کے فیصل
 کرنے کے لئے خدا آسمان سے قرآنیں اپنی آواز پھونکے گا۔ (چشمہ معرفت ص ۳۱۵)

مطالبہ کوئی مزادی قرآن کریم سے یہ حوالہ نکال دے۔

و ۲۷۶) پھر فرماتے ہیں کہ آپ کلاعین مسیح ناصری کا خاندان ہی نہایت پاک اور مطہر ہے
 تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کارہ اور کبھی غورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور
 پذیر ہوا۔ (تفقید حاشیہ ضمیمہ انجام اتحم صفحہ دوی بلاد میں ہے لہذا جھوٹ ہے۔ اگرچہ ہیں
 تو کوئی دلیل پیش کریں۔

و ۲۷۶) پھر آپ کو الہام موتا ہے۔ کافی احافظ اسکی من فی الدار سلیمان احمدی حصہ
 اول

صلک) جس کی نفسیہ آپ نے اپنی کتاب وافع البلاء میں یوں فرمائی ہے۔ کہیرے قریب
قاویاں میں ہرگز نطا عون نہیں آئے گی۔ اور میری حوصلی میں تو ہرگز نہیں آئی گی۔ اور میرے سب
مریداں سے بچے ہیں گے۔ (بخارا مطالبہ) خاصکر بھارے گاہوں دوالیاں میں کئی مرزاں
تشرطیں یا نہ صلاحتی نہ حکمر طاعون کا لقیہ ہو گئے۔ اور شہروں کا تو کیا ذکر اگر چاہو گئے تو میں اپنے
گاہوں سے مرزاں طاعون سے مرے ہوؤں کی فرمست بھیج دوں کا پھر بھی مرزا صاحب کو جھوٹا
مازوگے کرنیں۔ ص ۲۹۶ ۴۹۹ پھر فرماتے ہیں جیسا کہ اللہ عین سری کے مکان پر حضرت مسیح کو
صلیب پڑھنی پا گیا تھا۔ ایسا ہمیں سری کے مکان پر یعنی سری نگر میں ان کی قبر کا ہوتا تھا بت ہو
یہ عجیب بیات ہے۔ کہ دونوں موقعوں میں سری کا الفاظ موجود ہے۔ یعنی جہاں حضرت مسیح
صلیب پڑھنے کے من قام کا نام بھی گلگلت یعنی سری ہے۔ اور جہاں انسیوں صری کے آخر
میں حضرت مسیح کی قبر تھا بت ہوئی اسکا نام بھی گلگلت یعنی سری ہے۔ (مسیح سند و ستان ص ۳۵)
ہمارے دو مطالیے (۱) ما صلبیوکہ کا کیا معنی کرو گے اور کیا گلگلت اور سری نگر ایک
ہی جگہ ہے۔ (۲) میں کہتا ہوں کہ گلگلت اور سری نگر میں ۵ امنزل کا فاصلہ ہے۔ فدہ جغرافیہ
پر نظر ماروا اور شرم کرو۔

(۳۰) پھر لکھتے ہیں کہ یوز آسف کی کتاب میں صریج لکھا ہے کہ یوز آسف پر خدا تعالیٰ کمی طرف
سے انجیل اتری تھی۔ (تحفہ گولڑویہ ص ۱۷) وہ میں احمدیہ حصہ نام ص ۲۲ مطالبہ یوز آسف
کی کتاب میں سے تیوالہ سکال دیں گا رچے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ جھوٹ ہے۔

(۳۱) پھر مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ کی قبر بلڈہ قدس میں ہے۔ اور اب تک موجود
ہے۔ اور اس پر ایک گرجا بننا ہوا ہے۔ اور وہ گرجا تمام گر جہاں سے بڑا ہے۔ اور اس کے اندر
حضرت عیسیٰ کی قبر ہے۔ (اتمام الحجۃ حاشہ ص ۱۹) مصنفہ مرزا صاحب۔

مطلوبہ، اب کوئی مرزاں بتا دے کہ شیر والی قبر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کس طرح
آگئے۔ کیا مسیح پھر زندہ ہو کر گرجے قدس والی قبر سے نکلنے کی شیر آئے۔ اور دوبارہ خوت
ہو کر دفن ہوئے۔ یا مرزاں کا پہلا لکھنا غلط ہے۔ اگر پہلا لکھرید وہ میں ہے تو کشمیری
خنزیر غلط بہر کیف مرزا جی جھوٹ نہ ثابت ہوتے ہیں۔

(۴۶) پھر فرماتے ہیں۔ اور حدیث سے معتبر و مأیوں سے ثابت ہے کہ بخاری سے بھی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسیح کی عربی پوچھیں یہ میں کی ہوئی ہے۔ (رسخ ہندستان ص ۹۵) اگر سچے ہو تو کوئی حدیث صحیح پیش کرو۔

(۴۷) پھر فرماتے ہیں کہ حدیشوں سے ثابت ہے کہ اس مسیح عود کی تیر ہوئی صدی میں پیدائش ہو گی۔ اور چھوڑوں میں انکا ظہور ہو گا۔ (بیرونی اف ریجیسٹر ۱۳۶ ص ۱۳۶)

مطالبہ کرو۔ اگر سچے ہو تو کسی صحیح حدیث کا حوالہ پیش کرو۔

(۴۸) پھر کہتے ہیں۔ اور ان کی (اویٰ اہل کشمیر) کی پرانی تاریخوں میں لکھا ہے۔ یہ ایک بنی شہزادہ تھا۔ جو بلاد شام کی طرف سے آیا تھا جس کو قریباً انہیں سورس آئے ہوئے گزر گئے۔ اور ساختہ ہی اس کے بعض شاگرد تھے۔ اور وہ کوہ سلیمان پر عبادت کرتا رہا اس کی عبادت گاہ پر ایک کتبہ تھا جس کے یہ لفظ تھے کہ یہ ایک شہزادہ بنی ہے۔ جو بلاد شام کی طرف آیا تھا۔ نام اس کا یونہ ہے۔ تختنہ گولڑویہ صفحہ ۱۲۲۔

مطالبہ کرو۔ اہل کشمیر کی پرانی تاریخوں میں یہ سرگز نہیں۔ اگر سچے ہیں تو کسی کتاب کو دکھاؤں۔ (۴۹) پھر فرماتے ہیں۔ کہ تما اور پرانا خلف بالاتفاق اس بات کو محل ثابت کرتا ہے۔ کہ کوئی انسان اپنے اس خالی جسم کی ساخت کرہ زمہر تک مج ہمیشہ سکے۔ الی ان قال پس اس جنم کا کرہ ماہتاب یا کرہ آفتات تک پہنچنا کرنیوالوں خیال سے۔ (انتہی (انا اللہ او ہام ص ۱۰۷))

مطالبہ ایک چڑاپ لکھتے ہیں سکھ خدا تعالیٰ کی قدرت سے کچھ بعد نہیں۔ کہ انسان مع جسم عصری اسماں پر چڑھ جائے (چشمہ معرفت ص ۲۱۹) اور مسیح تو ایکی کونا و قص کا ناقص چھوڑ کر اسماں پر جا بیٹھے۔ درین احمدیہ حصہ چپاہم ص ۲۱ اور سوری اپنے شلوہ گفتہ و شکردن اور سیاہ ارلی سے وجہت کی تاریخ بن رہے ہیں۔ ان تاروں کو اب کوئی کاٹ نہیں سکتا۔ بھی اس لہیں حریہ کے جو اسماں سے اترے اور کوئی اس کو چلا نہیں سکتا بھرا اس علیسی کے جو اسی آجھا اسے نازل ہر رذلان اسماں ص ۹ مصنفوں میں صاحب، اور جب حضرت مسیح دوبارہ اس دنیا میں تشریف لاویں گے۔ قوان کے گاہ سے یونی اسلام جمیع آفاق و اقطار میں پھیل جائے گا۔ درین احمدیہ حصہ چپاہم ص ۹۹ مطالبہ ان دونوں ہاتوں سے ایک ضرور

سچی اور ایک جھوٹی ہوگی۔ بتلاد کو نسی سچی ہے اور کوئی نسی جھوٹی۔
(۳۶۴) پھر لکھتے ہیں کہ سینے موارج اس جنم کی شفیت کیسا تھا نہیں تھی۔ بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔ اور اس قسم کے کشفوں مولف (کادیانی) خود صاحب تجربہ ہے۔ انتہی

واز الہ اکام ص ۲۵

مطالبہ۔ لفظ بیحان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ امور متنعات سے نہیں اور اللہ تعالیٰ اس کے ایقاع پر قادر ہے۔ آپ کے جسم کو کشیت کہنا آپ ہی لوگوں کا کام ہے کیا غلام کا یہی شان ہے۔

(۳۶۵) پھر لکھتے ہیں ۷ من سیم رسول نیا وردہ ام کتاب
ماں عالم اسم و ز خداوند من ذ رم درشیں ص ۹۵

پھر لکھتے ہیں۔ ۷ انسا رُگْ چبودہ انہی سے + من بفرغان نِکترم ز کے۔
کم نیم زاں ہم بروئے یقین + ہر کہ گوید دروغ ہست لیعنی۔ (درشیں ص ۱۹۸)
زندہ شد پر بی بآدم نم + ہر رسول نہیں پیر نہیں۔ مطالبہ۔ ایک ضرور ان دو
باوقوں سے صحیح ہوگی اور ایک جھوٹی کوئی حواری بتلادے کو نسی سچی ہے اور کوئی جھوٹی۔

(۳۶۶) پھر لکھتے ہیں۔ پس انسان ضعیف البیان خدا کا مقابلہ کیونکر کر سکے (برامن احمد ص ۱۷۸)
پھر لکھتے ہیں میرا درجہ ہے۔ کہ میں جسیں پنیر کو کہوں ہو جاپس ہو جاوے۔ امام رضا دشیدا
ہن یقول لهن فیکوں یہ مذکوی صفت تھی لیکن میرزا صاحب نے خدا کا شرکیاب بن کر اس کام
میں مشق بھی کی ذرہ علاحدہ ہو کتاب کا ص ۹۷ جہاں پر لکھتے ہیں کہ میرزا نیا نظام یا آسمان اور
نئی زمین چاہتے ہیں۔ حمویں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجاتی صورت میں پیدا کیا۔ جسیں کوئی
ترتیب اور تفرقی نہ تھی۔ پھر میں نے مشاہق کے مطابق اسکی ترتیب اور تفرقی کی اور میں ویکھتا تھا
کہ میرزا کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور ہم اذانہم نیا السماز الالدنیا
بعصایح۔ پھر میں نے کہا اب ہم اتن کوٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے۔ پھر میرزا صاحب
کے حوالیوں مقابلہ کیا گئے کیا۔

(۳۶۷) ذاکر صاحب کا اہم فقا کو اکرم عبید الحکیم خان تیری آنکھوں کے سامنے اصحاب فیل کی طرح

نیست و نایود ہو جائے گا۔ اور تیری اندر بڑھا دیجاء رہے گی۔ ویکھو مرا صاحب کا اشتہار تمصرہ ۱۹۰۷ء میں اس اشتہار میں تین ہاتھ ملتے۔ (۲) مرا صاحب کا رکاب جو مبارک احمد جو آنکھ سال فوت ہو گیا ہے۔ اس کی جگہ دیں ابی مبارک احمد دیا جاویگا۔ (۲) تیری عمارت بھادیجاوے گی سا در داکٹر عبدالحکیم خان تیرے سامنے مریگا۔ (۳) اس سال ۱۹۰۶ء میں آئندہ سال ایسی طاعون پڑے گی کہ کوئی انسان زندہ نہ ہیسگا۔ مرا صاحب کے یہ تینوں ہاتھ میں خود ہو گئے۔ کیونکہ داکٹر عبدالحکیم زندہ رہا اور خود مرا صاحب چھ ماہ کے بعد کو توحید کر گئے۔ عبدالحکیم خان سپارا۔ اور مرا صاحب جھوٹے ہوئے۔ کسی مبارک کی ہی مبارک تک نہ ملی۔ کوئی طاعون ایسی ولیسی اب تک دنیا پر نہ آئی۔

(۴) ۱۹۰۷ء پھر لکھتے ہیں۔ کہ میں مسیح موعود ہوں۔ اور تورات سے ثابت ہے کہ میں ۱۹۳۵ء تک زندہ رہ کر زپنا کام کروں گا۔ دلخفہ گولڑو یہ حد ۱۱۷ مگر افسوس مرا صاحب ۲۲ سالہ میں اپنی پرستی سے کذب پر مہر لگا گئے۔

(۵) ۱۹۰۷ء پھر لکھتے ہیں۔ یعنی ضرور تھا۔ کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیش گوئیاں جن میں لکھا تھا۔ کہ مسیح موعود جب ظاہر ہو گا۔ تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھا لٹھا ہیگا۔ وہ اسکو کافر قرار دیں گے۔ اور اس کے قتل کے لئے فتویٰ دنیا چاہیں گے۔ اور اس کی بھت توہین کیجائے گی۔ اسکو دین کا تباہ کرنیوالا خیال کیا جاویگا۔ (دارالعین علّه ص ۱۱)

مطالبه۔ قرآن شریف موجود ہے۔ امّا نہیں گیا تیلا دیکھجئے۔ یہ کس آیت کا ترجیح اور کس حدیث کے الفاظ میں۔ خداوند کیم پر افتر باندھا۔ رسول کیم پر جھوٹ بولنا

(۶) ۱۹۰۷ء پھر مرا صاحب لکھتے ہیں۔ فاخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر الامان ۲۰ الشہس تکشیفت عند ظہور المهدی فی النصف هذہ الایام یعنی النیان والعشرين قبل نصف النہار (نواحی حصہ ثانی)

مطالبه اگر سچے ہو تو کسی حدیث صحیح سے بعینہ یہ دکھادو۔ وگرہ مرا صاحب کے جھوٹا ہونے کا اقرار کرو۔

(۷) ۱۹۰۷ء پھر مرا صاحب لکھتے ہیں۔ مان نادان ظالمون سے ملوی دستگیر ہی اچھا رہا۔ کہ

امن نے پہنچے رہا رہیں کوئی میعاد نہیں لگائی۔ یہی دعا کی کیا الہی کلگر میں غلام احمد قادریانی کی تکذیب میں حق پر نہیں تو مجھے پہلے موت دے اور اگر مرزا غلام احمد قادریانی کی پہنچے وحی میں حق پر نہیں تو اسے مجھ سے پہلے موت دے۔ (اربعین ع ۲ ص ۲۴) بتاؤ ہیاں اور کس کتاب میں مولوی غلام دستیگر صاحب نے لکھا ہے۔

(۲۲۴) پھر لکھتے ہیں۔ مجید صاحب سرہندی نے لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ اللہ تعالیٰ سے مخصوص ہیں۔ اور قیامت تک مخصوص رہیں۔ لیکن جس شخص کو بشرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جاوے اور بکثرت اس پر امور غبیہ ظاہر کے جاویں۔ وہ بنی کہلاتے ہیں۔ حقیقتۃ المفہوم حصاول ص ۹۹)

مطلوبہ۔ بتلا یئے مجدد صاحب نے ہیاں لکھا ہے کہ وہ بنی کہلاتا ہے۔ بلکہ مکونیات میں تو محنت لکھا ہے۔ دیکھئے کیا صریح صحوث ہے۔

(۲۲۵) پھر مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ کہ تفسیر شنائی میں لکھا ہے کہ ابوہریرہ فہم قرآن میں ناقص ہے۔ اور اس کی درایت میں محدثین میں اعتراض ہے۔ ابوہریرہ میں نقل کرنیکا مادہ تھا۔ اور درایت اور فہم سے بہت کم حصہ رکھتا تھا۔ (ضمیرہ زین الحجر حصہ پنج ص ۳۳) مطالیبکے تفسیر شنائی میں یہ ہیاں لکھا ہے کہ تنی بڑی دیدہ و ذیری (۲۲۶) پھر لکھتے ہیں خدا تعالیٰ نے میرے وجود میں داخل ہو گیا۔ اور میرا خفتہ بیرا حلہ اور تھی اور شیری ہی اور حرکت اور سکون سب اس کا ہو گیا۔ لام (آیتہ کمالات اسلام ص ۱۴۷) ص ۵۶) مطالیب۔ مخالف عقاید اسلام ہے خدا داخل نماز ہونے سے بڑی ہے۔ کفری عقیدہ ہے معاذ اللہ من ذالک

(۲۲۷) پھر مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ یہ مکہ میں ہریں گے یا مدینہ میں (میگزین ۲۳ جنوری ۱۹۰۶ء) مطالیبکے ہواں کے الٹ کلاسور مرے اور خرد جال پر سوار ہو کر کادیاں گئے۔ کیا اس صحوث میں بھی کوئی کسر ہے شرم۔ شرم۔ شرم۔

(۲۲۸) پھر آپ لکھتے ہیں۔ کہ امت محمدی پہلا جماعت جو ہوا۔ وہ اسی یات پر تھا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے۔ (ازالہ او ہام ص ۱) مطالیبکے ہرگز وفات میں

پل جماعت نہیں ہوا۔ اگر سچے ہیں تو کوئی دلیل پیش کریں۔ ہاں حیات مسیح پر اجماع امت ہوا۔ اگر یا ہو گے تو پھر عرض کروں گا۔

(۲۹) پھر لکھتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف بخار کے ساتھ بائیں برس کی درت تک بخاری کا کام بھی کرتے رہے۔ (ازالا و اکم ۱۲۵) دعویٰ بلا ولیل سراسر جھوٹ ہے۔ اگر کوئی نفس صریح ہے تو پیش کریں۔

(۵۰) پھر لکھتے ہیں۔ مگر تم نفس قرآن کی رو سے اس بات پر بھجو ہو گئے۔ کہ اس بات پر ایمان نہیں۔ کہ آخری خلیفۃ اسی امت میں سے ہو گا ناوردہ عیسیٰ کے قدم پاؤ یا لگا اور کسی مومن کی جہاں نہیں کاسکا انکار کرے۔ کیونکہ یہ قرآن کریم کا انکار ہے۔ اور جو کوئی قرآن کا انکار ہے۔ وجہاں جائیکا عذاب یعنی کسی طرح اس کی بجات نہیں۔ (سیرۃ لا بد الصلحت مطالمیہ قرآن کریم سے حوالہ نکال کر دکھا دو۔

قادیانی خرطہ العشا

پیدائش و عمر مرا قادیانی

اور

علمائے احمدیہ کی پرشانی

(دھیب الدین کارک (قرنہ بہارت سرکے نام سے)

(۱) مرا صاحبِ الہام

جناب مرا غلام احمد صاحب قادیانی نے ایک فتح ارشاد فرمایا۔ اب یہی عمر شتر برس کے قریب ہے۔ اور تمہیں برس کی عمر گزرنے والی۔ کہ حالانکی نے مجھے صریح لفظ میں اطلاع دی تھی کہ تیری عمر برس کی ہوگی۔ اور یا یہ کہ پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ

چھ تسلیٰ د ضمیمہ برائیں احمدیہ - حصہ نجم - ص ۹۷ - سطر ۱۴۸ و ۱۴۹
اور جو ظاہر الفاظ و حجی کے وعدہ کے مختلف ہیں۔ وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر آور
اعترافی تھیں کرتے ہیں یا ایضاً ص ۹۷ سطر ۱۴۷ و ۱۴۸)

۱۲) مرا صاحب کی دلاؤت کا سنہ

(۱) جناب مرا صاحب قادریانی کے الفاظ کتاب البریۃ کے صفحہ ۱ کے حاشیہ
رسالہ ریویو اف ریجنیز بابت ماہ جون ۱۹۰۴ کے صفحہ ۱۱۹ پر کتابت شیعیت اسلامی
شخصیات کے صفحہ ۲ و اخبار الحکم مورخہ ۱۹۰۵ و ۱۹۰۶ مئی ۱۹۱۱ کے صفحہ ۳۷ مورخہ ۱۹۰۶
مورخہ راست ۱۹۰۶ کے صفحہ ۵ پر یہ ہیں:- میری پیشویں مولانا یا مولانا یا مولانا یا مولانا
مکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے۔ اور میں ۱۹۰۶ء میں ۱۶ برس یا ۱۶۰۶ میں ۱۶ برس یا ۱۶۰۶
بین میں تھا۔

(ب) کتاب عمل مصنفہ (مطبوعہ ۱۹۰۱ء) بیع اول کے صفحہ ۱۱۵ و ۱۱۶ - کتاب
عمل مصنفہ حصر دوم (طبع ثانی) کے صفحہ ۱۱۶ رسالہ ریویو اف ریجنیز بابت ماہ ستمبر
۱۹۱۵ء کے صفحہ ۱۱۷ و ۱۱۸ اخبار الحکم مورخہ ۱۹۰۶ و ۱۹۰۷ و ۱۹۰۸ و ۱۹۰۹ کے صفحہ ۱۱۹ - اخبار الحکم
مورخہ ۶ جنوری ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۱۱۶ اخبار الحکم صفحہ ۱۱۷ میری پیشویں کے صفحہ ۱۱۷ - اخبار
بید مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۱۱۷ اخبار پیغمبر صلح مورخہ ۱۱۷ جولائی ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۱۱۷
اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۱۹ مئوال ۱۱۷ ولیقعدہ ۱۱۷ کم صفحہ ۱۱۷ رسالہ شیخ الداڑھان بابت
ماہ فروری اوقار ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۱۱۷ و ۱۱۸ و ۱۱۹ و ۱۲۰ رسالہ استفتائے الشافی ب
قالین محدث حضرت مسیح امسانی کے صفحہ ۱۱۵ - رسالہ سوانح حضرت مسیح موعود کے صفحہ
اخبار وکیل مورخہ ۲ جون ۱۹۰۸ کے صفحہ ۱۱۸ - اور کتاب بذلک اعلیٰ الحکم کے صفحہ ۱۱۸
پر لکھا ہے۔ کہ مرا غلام احمد صاحب کی پیدائش ۱۱۸ اور ایسا نام (مسیح اعلیٰ الحکم) ۱۱۸
میں ہوئی ہے۔

(نوٹ:-) جناب مرا صاحب کی پیدائش ۱۱۸ ایسا یا ۱۱۹ مئے ۱۹۰۷ء میں
اور وفات ۱۹۰۸ء ایک جنوری پس کل عمر ۶۹ سال تھی یا ۶۸ سال تھی (مسیح اعلیٰ الحکم)

نکھلے سال۔

(د) جناب مرزا صاحب قادر یافی تھوڑا کوڑویر (طبع ثانی) کے صفحہ ۱۵۲ کے حاشیے پر لکھتے ہیں۔ اس حساب سے میری پیدائش اس وقت ہوئی جب چونہار میں سے گیارہ بزرگ بزرگ رہتے تھے۔

(نیز دیکھو سالہ یو یو بابت ماہ اپریل ۱۹۲۳ء صفحہ ۳۳۶ و ۱۳۶)

نحوٹ) واضح ہوا لف ششم میں چٹا بزار، ۱۷ تحریکی کو ختم ہوا تھا۔ دریکھوا خبار الحکم مورثہ ۱۹۰۸ء صفحہ ۶) اس جس سے ہمال الگ کئے تو باقی ۲۳ ایکساں ۱۱۵ سال پیہے۔ ندوی معنی سہہ، میں مرزا صاحب کی پیدائش مان کر لیں کی کل شریعہ سال قمری بتتی ہے۔

پیدائشی مرزا

(۱) جناب میر قاسم علی صاحب احمدی اخبار الحق دہلی مورثہ ۲۰۰۰ء فروری ۱۹۱۲ء کے صفحہ ۲ پر لکھتے ہیں۔ صحیح امر ہی ہے۔ کتاب کی پیدائش ۱۸۲۹ء اول یا ۱۸۳۰ء میں تھی۔ (۲) جناب مذکور محمد ظییر الدین صاحب اروپی نے فرمایا۔ میرے خیال میں اصلیعیں کا ستر صلیب المہدی ۱۸۳۰ء میں پیدا ہوئے۔

(ا خبار بدر صوفیہ ۱۹۰۸ء اگست ۱۹۰۸ء صفحہ ۶ و ۷)

(ب) رسالہ یو یو اف ریلیجن بابت ماہ مئی ۱۹۱۵ء کے صفحہ پہلے پر ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب صربہ پنجاب کے ایک قصبہ قادریان نامی ۱۸۳۲ء کو پیدا ہوئے۔

(ج) یو یو بابت ماہ جولائی ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۲۶۱۔ اخبار بدر مورثہ ۲۵ جون ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۲ بدر مورثہ ۱۲ اگست ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۲ بدر مورثہ ۱۱ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۲ یو یو بابت ماہ مارچ ۱۹۲۳ء کے صفحہ ۶ پر لکھا ہے کہ مرزا صاحب ۱۸۳۰ء یا ۱۸۳۱ء میں پیدا ہوئے۔

(۴) کتاب "غزال الدین" کے صفحہ ۱۶۰ء کی سطر لا میں ہے۔ سنہ پیدائش حضرت شاھ فضیل

سیع موعود ہمی مسعود

۳۷۹

(۶۰) سال ریلویافت ریلیخیز بابت ماہی ۱۹۷۲ء کے صفحہ ۵۸ پر ہے۔ مکاشفات یو جنگ ۱۹۷۳ء میں ہے۔ ایک ہو رت سورج اور ٹسے ہوئے چاند اس کے پاؤں تسلی اور سر پر بارہ ستاروں کا تاج اور وہ ایکہزار رو سالھے دن تک چھپھٹی گئی۔ یہ اسلام کی حالت ہے۔ سورج بھی کریم بالا ستارے سے باڑیں محمد و احمد جاندی سیع موعود اور ۱۲۹۰ء تک بھری پیدائش میں ہے۔

نومبر ۱۹۷۴ء تک بھری پیدائش مرزا صاحب سے مزاد ۱۹۷۸ء و دسال ہے۔

غمزرا صاحب

(۶۱) ریلویافت ریلیخیز بابت ماہ ستمبر ۱۹۷۰ء کے صفحہ ۶۰ پر ہے۔ پھر اگر پیدائش جادو سے ڈاپ کو سالہ الہامات کب سے شروع ہوا۔ تو آپ کے بعض الہامات ۱۹۷۰ء کے بھی ملتے ہیں۔ اس نماذل سے آپ کی عمر ۳۰ برس قبل از وحی اور پھر ۱۹۷۰ء سے ۱۹۷۴ء تک ۱۴ برس کل پڑا۔ اب ہم شعی ہوئی جو قریب ۳۰ برس کے برابر ہوئی۔

(۶۲) ریلویافت ریلیخیز بابت ماہ ستمبر ۱۹۷۰ء کے صفحہ ۶۱ پر ہے۔ اب اگر حضرت سیع موعود چوتھے سال عمر کا روفات پا جاتے تو بھی وحدہ ایسی جو غمزرا کے متعلق تھا۔ پورا سمجھا جاتا۔ لیکن حکمت ایسی نے حضرت سیع موعود کو ۰۰ سال غمزرا فیصل فرمائی۔ دسماہ ریلویافت ریلیخیز بابت ماہ نومبر ۱۹۷۰ء کے صفحہ ۶۳ پر ہے۔ قادری (دینی عبید اللہ احمدی) صاحب فرماتے ہیں۔ کیونا سف (سیع میسح) دوبارہ دنیا سے آئے۔ اور ۰۰ سال ہندوستان میں رہ کر پھر ہذا اور ذرا نمائش کے پاس چلے گئے وہ مرزا غلام احمد صاحب کے وجود میں ظاہر ہوئے۔ اور منی منتظر و مکار زندہ رہے۔ یہاں تک کھدا نے ان کو اپنے پاس لے لیا۔

(۶۳) ریلویافت ریلیخیز بابت ماہ اپریل ۱۹۷۱ء کے صفحہ ۶۴ پر ہے۔ معلوم ہے کہ ریلیخیز میں آپ کی عمر چالیس سال کی تھی۔ اور ۱۹۷۱ء میں آپ نے دفاتر

پائی تر آپ کی مدرس مکاتل سے ۷۷ سال ہوئی۔

دھن دھن ارشیوں اور اہن بابت ناد جون و جولائی ۱۹۰۸ کے صفحہ ۳۴۸ پر ہے۔ جب حضرت اختری نے وفات پائی تو آپ امداد و معاشرت ۳۷ سال کے تھے تھے ۲۶، کتاب نوازیوں کے مضمون اسی سطر ۱۹ میں جناب مرزا غلام محمد صاحب کا شہنشہ و میں ۶۵ سال کی عمر پر انکھا بھی۔

دھن رساز رویاوف ریخیز بابت ماہ مئی ۱۹۱۷ء کے صفحہ ۱۵۶۱ پر ہے۔ اور شش سال بعد چھوپی پیٹھیں میسح لاود کا سال جناب مرزا صاحب کی وفات ملک سال ۱۹۲۴ء میں ہوئی تھی۔ بس بعد ۱۹۲۴ء چھوپی میں آپ کی ولادت مان کر آپ کی مکمل ۴۰ سال قمری بنتی تھی۔

اللہ چور کو وال کو ڈاٹے

تم قریش بھی کرتے ہو تو جرا نہیں تھا + ہم نقل جبی کرتے ہیں تو بتتے ہیں سترن
آنسوؤل کافی کافی بخوبی ملک مولانا جعفر محمد بن علی الشاذ (دری شہر مظاہن
من سنه خمس قسمین مایید و امداد ام ولدیقانی ہما سیکاہ نوبیہ دشیں ان اسمہا خیران)
یعنی عربی ملک ملکہ ملکہ ملکہ ملکہ چھوپی ماہ رمضان میں پیاساں ہمہ مادر اہل کی ماں
سیکاہ نامہ بوڑی بھی بجھتے کہتے ہیں خیران نعم بھی ساسی طرح سراسفی شرح کافی) یعنی خان
قریشی نے لکھا ہے (کہ نادراوا لکن یوگ گفتہ میشد او را سبیکہ) یہ شیوں کا چوتھا
امام ہے۔ جو بڑے احادیث کیزیک رذاؤہ ہے۔ اب امام دیم کا نال جبی گزارش کرتا ہوں
کہیں بھی اپنے ابا و اجدہ کیسا تھے سلسلہ نسب میں مسلک ہے۔ ان کی والدہ ماجدہ بھی لونڈی ہے
او زن امام صیارک سماں ہے۔ آنسوؤل کافی کتاب البجۃ ص ۳۶۵ مولانا الحسن علی بن محمد)
و دوسرے مقصود ہیں زنجی الحجۃ کو اپنی عشرہ و مائیتین و امداد ام ولدیقانی ہما سماں ہم میں عربی

۱۲۔ سلسلہ ہجری مادہ ذی الحجه کے درمیان میں پیدا ہوا۔ اس کی ماں فونڈی تھی جس کا نام شخنا
(صلواتہ)۔ صافی شریح کافی میں بھی اسی طرح درج ہے کہ مادر اور لئیز بود گفتہ میشد اور اسخانہ
یہ پانچوں نامام ہے۔ جو بقول احادیث رافضہ کنیزک زادہ ہے۔ ابھی اس سلسلہ
عالیہ میں دو نام باتیں میں جن کے آئندہ ذکر خیزیں سات کی تعداد پوری کر کے اپنے وہ
کو نامام تک پہنچانے کی کوشش کروں گا۔ اگرچہ تقبیہ باز رافضینوں نے اپنے نامہ میں
اماموں پر مطریح سے گائے صاف کر کے اذکی دین اور دنیا میں خوب ہٹک کی ہے۔ جن کا
ذکر خیر و افحش الفاظ اور حوالوں سے اپنے اپنے مقدار اور یگا۔ انشا واللہ تعالیٰ۔ لیکن اس
موقعد پر میں نے جب سرزابوئی تفکر کھلا۔ تو بھی پڑھ لگایا۔ کہ یہیسا رافضہ نے اماموں کے قتل
اور ہٹک میں صرف نہیں کیا ہے۔ اسی طرح ائمہ نے بھی ان کی خوب قلمی کھولی ہے۔ چونکہ
موجودہ مصنفوں کا دائرہ تنگ ہے۔ اور اس میں شیخ اماموں کے ارشادات جوان نامہ میں
فدا یلوں کے نسبت وقتاً وقتاً فراچکے میں۔ معروض بحث میں لائے سے اصل بحث سے بہت
دور جانا پڑیگا۔ اس لئے میں فی الحال صرف حدیث ^{اب} احمد ای کو پیش کروں گا جن کے روایتے
شیعوں کو بنی مروان کا الشکر قرار دے چکے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ (اصول کافی کتاب الحجۃ ص ۷۸)
بن عبد اللہ حرم قال رأیت امیر المؤمنین فی شرطیۃ الحسیس ص ۷۴ درۃ الہما سباتیان یغیرہ بہای
الحری والمارہی والازمہ و ما یقُول لہم یا بیانی مسوخ بنی اسرائیل و جند بنی مروان خقام الی
فقرت میں احننت فقال يا امیر المؤمنین و ما جند بنی مروان قال فقال لهم اتقام صلقووا للهی و
غتووا لستون و حبب حمتووا۔ عبد اللہ حرم اوی اہابیان ہے۔ کہ میں نے حضرت علی کو معاشر کے
بائشی گارڈ کے دیکھا جس کے ہاتھ میں دوسروں والا چاک تھا۔ اعمام پر وہ ان ماہی۔
فیز ہنوں کو مار کا تھا۔ جو وہ یقین قسم کے محضی فروخت کر رہے تھے۔ جنکو جری۔ مارہی
زمار کہتے تھے۔ کہ اے بنی اسرائیل کے محسوس خات کے۔ تھینے والو اور اے لشکر اے لاد
مردان اس پر فرات نامی ایک شخص اٹھکر دریافت کرنے لگا۔ کہ اے امیر المؤمنین فرموان
کے لشکر کی کون لوگ ہوتے تھیں۔ پس جایدیا اس کو علی نے کہ وہ اس قسم کے لوگ
ہوتے تھے۔ کہ داؤسیوں کو مونڈھتے اور موچھے جوں کو تاچہ جڑتے تھے۔ اب دجال صاف ہے۔

پت اور ضلع کو گاٹ۔ بگش۔ گرم احمد پیراء میں تو کوئی ایسا شیعہ یا ان کے سیلولز پر
بے پی نہیں۔ جو اس صفت سے موصوف اور مروان کا مشکر نہ ہو۔ لاما مشادہ اللہ
لیکن ذرہ حاجتی صاحب تجھہ لاہوری، اپنے ارد گرا درجن اصغریہ لاہور یا پندتی جھنگ
سیاں کوٹ ملتان ڈیرہ جات وغیرہ کے مختلف انعام اجنبیں خدا فرما دیتی یا علا تی
شیعہ کو سامنے رکھ کر اپنے چہروں کو عنز سے ملا خطہ کریں۔ کافیں وہ کون خوش
نصیب ہے جو مردانی تکریں داخل ہوں۔ علی یہ امدادستہ العالمین لکھنؤ بھی اپنے کو
اس اعتراض سے مستثنہ کرے (یہ کیوں) اس لئے کاس مومن برحق کو بھکم تعالیٰ من غر
المر من پیدے سے محسوس ہو چکا تھا۔ کہ درستی کے لیاں میں راضہ میرے اور میرے
کتبہ کی قویں کیں گے۔ (رقائق آئینہ) (غلام احمد خان بگش از ہنگو ضلع کو گاٹ)

مختصر مسلمان

زمینداران و کاشتکاران ضلع جھنگ کے نام

لسم اللہ الراحمن الرحيم

حاصل اُو مصلیاً یا زور قفتر جمیعت زمینداران و کاشتکاران ضلع جھنگ
بپڑا در ساران من اللہ

عوصہ دراز سے یہ ایک اہم صریوت محسوس ہو ہی بھی کہ ضلع جھنگ میں کوئی ایسی

جمیعت قائم ہوتی۔ جوز مینداروں و کاشتکاروں کی نسبی اوضاعی اور اقتصادی کمزود میوں

کو دور کر کے ان میں سیچھ احساس دیواری پیدا کر دیتی ہے۔

آپ کو صارک ہو۔ لذت جمیعت کی جمیعت قائم ہو جکی اور انعزاض و مقاصد کے مطابق
درج طاقت) کام کر رہی ہے۔ (الحمد لله علی ذکر)

مجھے ان لوگوں کی ذہنیت پر افسوس ہے۔ جو صرف لفظ جمیعت (ملیٹی) سے ہی

محبتوں ہیں۔ اور اسے ہوئے سمجھتے ہیں۔ حالانکہ جمیعت وہ مفید چیز ہے جس سے سینکڑوں اور پہزاروں یا یہم کام کام سانی کئے جاتے ہیں۔ اس کی قدر و قیمت وہی لوگ جانتے ہیں۔ جو اس سے گواں تقدیر فواید ادا کھا چکے ہیں۔ اور امتحار ہے ہیں۔ آج دنیا کی متعدد قومیں ہیں لیکیشیوں اور کانفرنسوں سے ہی اپنی اپنی مذہبی و سیاسی و اقتصادی طاقتیں دن بدن بڑھا رہی ہیں۔ عام طور پر ان مجالس و اجلاس کو ایک نئی چیز بھیجا جا رہا ہے۔ حالانکہ آج سے سارے ہے تیرہ سو سال قبل ہمارا مقدس مدینہ اسلام ان کی قلیم دے چکا ہے جمیعت قائم کرنا اور مشادرتی جلسے کرنا اسلام کی وہ مفیدیا کیا دے ہے۔ کہ جس سے صدیوں

تمک مسلمانوں نے عظیم الشان طی فرائیدا تھائے۔ اور وہ حریت انگریز ترقی کی کہ دنیا ذنگ رہ گئی۔ اور اسی چیز کے ذریعہ "عدل والاصاف" اور حریت و مساوات کے وہ زین اصول قائم کئے۔ کہ جن سے آج تک اقوام عالم سبیق حاصل کر رہی ہیں۔ لیکن یہ مسلمانوں نے ان مفید چیزوں کو بالکل ترک کر دیا۔ یا صحیح طریقہ پر استعمال نہ کیا۔ جس سے آج ہم پڑیشان اور کمزور ہو رہے ہیں۔ اور یہ بھی واضح رہے۔ کہ اسلام کی ناجائز جمیعت کو اور خلاف اخلاق موسائیٰ کی ہرگز قلیم نہیں دیتا۔ بلکہ اسلام میں باہمی اتفاق و اتحاد کے متعلق ایک ایسا جامع و مانع حکم موجود ہے۔ اگر اس کی ہم چے دل سے پیروی کی تو "کام سیابی" ہمارا پر جوش استقبل کر لیں ۹ ہمارا مالک حقیقی فرماتا ہے و قعاد و نعلی الہر و التقوی ولا تعاونوا علی الا کثمو العذوان۔ اور نیکی اور پوری مسٹری (کے کاموں) میں ایک دوسرے کے مددگار ہو جاؤ۔ اور نہ اور نیکی زیادتی (کے کاموں) میں ایک دوسرے کے مددگار نہ بنو۔

الغرض جو اہم کام "اجتیاحی طاقت" سے ہو سکتا ہے۔ وہ "افرادی حیثیت" سے نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہمارے لئے ضروری ہے۔ کہ ہم نہایت دیانتداری سے نیک مقاصد کو در نظر رکھتے ہوئے دلیک متفق جمیعت میں شامل ہو کر اپنی مجموعی طاقت

بیدار کریں ۹

زیندار و کاشتکار بھائیو، آپ جانتے ہوں گے کہ ہمارے ملک میں کیا ہو رہا ہے۔

اوہ کیا ہونے والا ہے ۹۹
 اس کے تفصیلی جواب کیلئے فرستہ نہیں۔ المکتبہ صرف پیغمبر ہے۔ کسرین
 سندھ میں حیرت انگیز انقلاب آ رہے ہیں۔ اور عظیم الشان انقلاب تینوں نے
 ہیں۔ وجھا بہتر علم خدا تعالیٰ ہی کو ہے کہ سندھ و سستان کی تمام زندہ قومیں اپنی اپنی ترقی
 و پیروی کے نئے۔ سرفوشانہ کوششیں کر رہی ہیں۔ اور اپنی اپنی بڑی وسیعی
 اور اقتصادی طاقتیں سدا کرنے میں ہمہ تجھ صروف ہیں۔
 اس سے میرا مطلب کوئی انقلابی دعوت دیتا نہیں۔ بلکہ اس ذکر کرنے کا مقصد
 صرف یہ ہے کہ اس کے مقابلے میں آپ اپنی قومی حالت پر غور فرمائیں کہ کیا آپ کی
 بھی کچھ اجتماعی طاقت ٹالا اور بڑی اور اقتصادی حالت قائم محفوظ ہے یا نہیں۔
 مفتری بھائیوں ایسا ہماری بڑی اور اقتصادی کمزوریوں کے ایسے دو ناک ملتفات
 ہیں۔ جن کے قصور سے جل کا پس امکھتا ہے۔ اور انہوں میں آنسو بھرا تے ہیں۔
 اور جبکہ باری زمیندار قوم دنیا بھر کی بنا فلائقیوں و بنیامیوں کا جمیع ہے۔
 ہمارے زمیندار بھائی اپنے مذہب سے ٹوٹا نا اشتنا۔ اسلام کی خوبیوں سے بھی
 اکثر بی دین و بد عصیدہ عہدوں کی روئی نہیں۔ در راعت کو ناقلوں کے سنتھاں کرنے
 والے درجے کے فضولی خروج و عیاش۔ اعلیٰ درجے کے عاقبت نامہ دشمن کا ہے
 اولادوں کو رُخباریں نہیں دے سائے۔ لکھتا پڑھتا ہے متنفس، "عہدالت و فضالت میں عیش"
 تمام ملکی و سیاسی اہم حالات سے محض ناواقف، "موئیے دماغ کے وحشت پسندانہ
 اپنے لئے تجارت سے عاری" اور تجارت پیشہ اقوام کے نذر بیدعالم، "و بنتے و دن کا نہ
 کسے بھی کھاتہ پر جایا موقبے سو قوہر جگ اپنا (رسوائے عالم) انگوٹھا لگانے کو بر وقت
 تیار و ہوشیار لا حساب کیوقت یہ ان پڑھنادم و شرمسار، اپنا مال اسباب کا ہو جیش
 سودی و قضوں میں قرق کروانے والے، "معولی لین دین میں زمینیں پھیل کر دینے و اسے
 جایا دیں گروہ رکھا نیوا لے" اپنا مال و دولت و مذہب و عزت ہمت۔ غیرت چڑھ
 نکوں میں بیوں کے ہاتھ بھینے والے ہیں۔ یہ عالم اور دنیشی کے دشمن۔ سامنے کاروں

کی متحرک و مجسم چلتی پھرتی رز خیر جاگیریں انسان نہایوں ہیں۔ الغرض سا سے تو می
حالات و کیفیات کی یہ ایک داستان درد (دکھیا کہانی) بہت طویل ہے۔ جو قلم ہونے پر
نہیں آتی۔ لیکن یہ آپ صاحبان سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ جس بدنصیب قدم میں ایسے
مہلک واقعات پائے جاتے ہوں۔ کیا وہ اس دعویٰ ترقی میں تو می صیحت سے زندہ
رسکتی ہے؟

نہ سمجھو گے تو مست جاؤ گے اے بھائی زیندارو!

نہاری داستان تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں

پڑھے لکھے اور ان پڑھ سمجھدار زیندارو! لپٹے اپنے ذاتی اعراض کی کامیابی
کے لئے کو شش کرنا یہ کوئی کمال و ترقی نہیں۔ بلکہ اخلاقی حسنے سے ایک گزری ہوئی
حرکت ہے۔ محض ذاتی منفعت اور اپنی پست پوچھا کے لئے توجیہات بھی
دانش و کمال رکھتے ہیں۔ لیکن بعض جیوانوں میں بھی جیوانی ہمدردی کمال درجہ کی
پائی جاتی ہے۔ "انسانیت" صرف باہمی جائز اتفاق و سہاروی سے حاصل ہو سکتی ہے
یہ شرافت نہیں کہ ایک بھائی بھوکامر ہا ہو۔ اور دوسرا چین اُڑلئے ایک نظر ملدم و سکھش ہر
اور دوسرا بے نزو و غیر تفکر ہے۔ قوم ٹاکت اور تنزل کے خط انک میں پڑھی ہو اور
آپ پاس ٹھیک تماشہ دیکھیں۔ یا قوم کے درد کو اپنادو۔ اور قومی راحت کو اپنی
غوشی نہ منا یں تو یہ بجید انہی خیرت و محیت ہے۔ خدا را اس انفرادیت اور حشت
کو فروڑ پھر دو۔ جو دن میں مجبوری صیحت سے ٹاکت کی طرف کھنخے چاری ہے
اپنی اور اپنی قوم کے دردماں حالات و واقعات پر رحم ٹھاکر باہمی اتفاق و اتحاد
سے مضبوط ہو جاؤ۔ جوہیں دن اور دنیا اور حضرت میں نجات بخشے ہے۔

عظمت رفتہ جو چاہئے تو حبگر پیدا کر

زور بازو میں دعاویں میں اشر پیدا کر

جب تک قوم کی تکلیف کو اپنی تکلیف اور قومی مصیبت کو اپنی ذاتی مصیبت
تصور نہ کیا جائے۔ اس وقت تک ملی حیات (تو می زندگی) پیدا نہیں ہو سکتی۔ اور
نشستے غیر کو نفع پہچانے کے لئے حضور اندرس (بابیلوری مذاہ عسلیم) نے ارشاد
فرمایا ہے۔ خیر انسان میں یہ فتح انسان (ترجمہ) یہ تھا کہ وہ ہے۔ جو لوگوں

کو نفع پہنچائے۔

مختصراتہ پیش کم!

بیں آپ صاحبان سے نہائیت اخلاص کے ساتھ درود مذکورہ التماں کرتا ہے
کہ آپ انی خستہ حال قوم کی حالت زار پر حرم فرماتے ہوئے قوم کی موجودہ اور
آنے والی نسلوں کو انقلابات زمانہ سے محفوظ و مامون رکھنے اور نبی اور
اقتصادی طاقت کو قائم کرنے اور بھی اتفاق سے "قومی روح" پیدا کرنے
کی غرض سے اس محیت میں نیک نیتی سے شامل ہو کر صواب داہین حاصل کریں

اغراض و مقاصد بجمیعت زمینداروں کا شتکاران ضلع جہنگ

۱، تمام زمینداروں و کاشتکاروں میں اتفاق و اتحاد اور جذبہ بعید رہی پیدا کرنا۔

۲، قانون استقال اراضی کو ہر سکن طبقہ سے محفوظ و قائم رکھنا۔

۳، تمام رسوم این بدل اخصول شادی و ننی کے فضول اخراجات وغیرہ اور چوری
کا انداز کرنا۔

۴، زمینداروں و کاشتکاروں کو بالشویکی پر اپسینڈ اسوٹھ (افتکیت) سے
محفوظ رکھنا۔

۵، مسلم زمینداروں و کاشتکاروں میں شرعی پابندی اور صحیح اسلامی عدن و
معاشرت قائم کرنا۔ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیم کو عام کرنا۔ بہت
رہ، زمینداروں و کاشتکاروں کے نبی و سیاسی و اقتصادی حقوق کی حفاظ
کرتے ہوئے ان کی عملی خمائی کرنا۔

۶، زمینداروں و کاشتکاروں کی اقتصادی مشکلات کو جتنی الوض حور کرنا۔ اور
ان کے جائز مطالبات کو گورنمنٹ کے سامنے پیش کرنا۔ اجر منظوري مطالبات

کے لئے پوری طرح آئینی جدوجہد (قانونی کوشش) کرنے۔
۸۔ زمینداروں اور کاشتکاروں کو ساہو کاروں کے پنجھے سے ہر اصلاحی کوشش سے چھوڑنا۔ اوقاتی تعلیم و تجارت کی ترتیب دینا۔ اور دیگر ایسے وسائل اختیار کرنا۔ جو وقتاً فوقاً مقاصد جمیعت نہ کے لئے مفید ضروری خیال کئے جائیں۔

لُعْنَۃُ: ردا، امرا زمینداروں سے چندہ رکنیت (عصر سالانہ اور متوسط اور غریب طبقے کے زمینداروں و کاشتکاروں سے ہم چندہ رکنیت (غمبری) سالانہ وصول کیا جاتا ہے۔ جمیعت کی آمد و خروج کا حساب پائی پائی تک حفظ ہے:

۹۔ جو صاحب جمیعت نہ کا رکن (غمبری) بننا چاہیں۔ وہ مندرجہ ذیل سطور کا حصکر بذریعہ ڈاک یا برادرست دفتر میں پیچا ہیں۔ تو ہمیں رسید رکنیت (دیجائیگی) میں پوری سچائی اور اخلاص کیسانی ختم ہوتی نہ کی رکنیت (غمبری) قبل کرنا ہوں۔ مادر پچھے دل سے اقرار کرنا ہوں۔ مکہ ایج کے دن سے اس کے تمام اغراض و مقاصد کیلئے حقیقی المقدار کو شکر کر دیکھا۔ میں نے جمیعت کے تمام اغراض و مقاصد کو اپنی طرح سمجھ لیا۔ اور چندہ رکنیت اس سال کی بابت ادا کرنا ہوں۔

دستخط یا شان انگوٹھ

مورخہ

سے ۱۹۴۷ء

لُوْٹُ: ۳۔ رکنیت کے مقصد نمبرہ میں نقطہ سیاسی ہے۔ اس عالم ملکی سیاست مراونہیں۔ بلکہ زمینداروں کے ائمہ معاملات صلح مقصود ہیں۔ مثلاً پنجاب کوں کے اس اید وار کو ووٹ دینا جو اپنی زمیندار قوم و صلح کا ہمدرد و خیرخواہ ہو۔ اور کوں میں محلی نمائندگی کرے گا۔ (۴)، رکنیت کے اغراض و مقاصد کی توضیح و تشریح میں ایک رسالہ شایع ہو گا۔ جو صاحب اُس کے باقاعدہ رکن بن جائیں۔ اُن کی

خدمت میں وہ رسالہ مفت روانہ ہو گا بُش

الداعی لے کر اخیر
محمد ذاکر (سیالوی) محمدی غفران

صلح بیعت ہذا

مرکب الصاریح فی حلی اللہ

حرب الاصناف ایسے مخلع کل کرتوں کی جماعت پر جنکا مطلب ہے خدمتِ اسلام و مسلمین ہے بہرمان کے لئے اسکا دخلہ ھلا ہے بہرمان جو کے سینے میں لوگوں میں موجود ہے جو حالتِ اسلام کی زیبوں حالی سے عما شریعہ کو کام کرنے پر آمادہ ہو۔ اس کا فرض ہے کہ حرب الاصناف میں شامل ہو کر کیا انقام کے ماتحت نسکریم عمل ہو جائے۔ **اُخْرَاض وَ مَقْضٰى صَنْد**

(۱۴) اندر وی ویرونی جلوں سے اسلام کا تحفظ۔ تبلیغ و اشاعتِ اسلام (۲۵) اصلاح رسوم (۲۶) احیاء و اشاعت علوم دینیہ۔ **ظریفۃ الہا کام**۔

(۱۷) اسلامی علوم کی تعلیم و تدریس کے لئے ایسے دارالعلوم کا اجر ارجمند ہیں طلباء و میمیات کی اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے مکمل عالم۔ مبلغ اور مناظرین کر نکلیں۔ اور عوام کی بہایت و تقویت دین کا باعث میں۔ (۱۸) ایسا کتب خانہ قائم کرنا جس میں علوم و فتوح و دیگر روزاہیب باطلہ کی کتب جمع کی جو جن کے مطالعہ سے مدرسین و میمیتین اور طلباء کی نظر غائرہ اور خیالات عالی ہوں۔ اور عام شاھیتین ان کے مطالعہ سے متغیر ہو سکیں۔ (۱۹) مبلغین و کارکنان کی ایسی جماعت کا قیام جو بزریہ و عظم و تقریب عالم مسلمین خصوصاً دریہا تیوں کو تبلیغ احکام اپنی کریں جن سے ان کے اخلاق و معاشرت سب معاش۔ رسوم و معاملات شرعیت کے مطابق ہو سکیں۔ (۲۰) اعزام نزکوہہ باللہ و اشاعت مابواری رسالہ کا اجراء۔

ضرورت ہے سرفوش مجاہیدین کی جو نزکوہہ باللائج محل کی محل کیتے کارکنان حرب الاصناف کا مکلف بنائیں کام اذاد کاہیں بلکہ جماعت کے ذیہی ملکی خواہم ہو سکتا ہے جامعہ مسجد بھی میں العلوم عزیزہ قائم ہو چکا ہے جس میں عوام غیر مسلم ایسی کی مکمل تعلیم و تدریس میں طلباء کیلئے خدا کا تسلیم موجود ہے جو کی اسرائیل خدا کے قیام کیلئے مشکلات پیش میں در مند حضرات ملت خود کو وقف کریں۔ اس طرح سے آسانی کیکش ایسا کتب خانہ پیش کیا جائے میفسع اور اوراث پھول کی تعلیم و ترمیت خدا کو وہ ملیش کے لئے خاص تسلیم کیا جائے مبلغین پیش مدد کرنے کی زندگی کی رو جو چونکہ ہے میں رسالہ علیہ السلام حرب الاصناف کی طرف میں جانی ہے ان تمام مصارف پر ۲۰ ماہول رسے زیادہ خرچ ہوتا ہے جنہیں جنہیں کو در دھم سے نجات کا کوئی اپنی میثمت سے زیادہ مصارف کو محلہ میں عالم اسلام کا فرض ہے۔ کہ ان کا خیر میں ہے اگر جس افراد کی کوئی کوئی کہتا ہے = آئیہ ساتھ اُنہم داشت کا جو شے ہے۔

نیکی کی! فلائین ہر شہر و عوام کی کل زل پیش کر بانگ کا آیدی غلام

حرب الانتصار کے مقاصد و اغراض طبقہ عمل سروق رسالہ کے تیسرا صفحہ پر لمحہ ہے۔ ہر ٹھان کا فرض ہو کر وہ
سچے کر کا اسلام اور سماں کی خایہ کے کوئی۔ یا نہیں اگر مقصود کیا اہل فرض نہیں کر اور خدا محب تو فرض جھوٹ کے
ذلیل ہے۔ طبقہ سے آپ امن اسلامی پوکی ایسا ری فرمائشیں ہیں (۱۴)۔ اپنی ماہوری آدمیں سے پچھڑھتہ
عمرت کر دیں۔ جو ابھا حرب کو پہنچا رہے۔ نیز اس کے دکن بیکو روہ قزوں کو دکن بننے کی ترغیب دیکھاں
حلقہ حکار و سیع کیجیے (۲۳)۔ اپنی زکوٰۃ صدقہ اور خیرات اگر سب نہیں۔ تو سماں پڑا حصد و دارالعلوم عزیز تر
کے غریب و نادار طلبیا اور یتیم لاوارث بچوں کیلئے عطا فرمائیں جن کی تعلیم و تربیت خواہ رکھائیں کا ذمہ
حرب الانتصار نے لے رکھا ہے۔ (۲۴) ماہواری رسالہ رسول اسلام کے خوبیاں نکل کر حرب الانتصار کو اس
س کے مالی مصادر سے سبدروشی میں امداد فیکھے۔ نیز رسالہ کی اشاعت دیسخ کرنے کے لئے سعی فرمائیے
کم از کم گوئی گاؤں میانے رہے جن میں رسالہ نہ جانا ہو۔ یقین جانیئے کہ رسالہ کا سرہ کبی جگہ جانا ایک
مکمل علمی اور مناظر کے جانشکے برادر ہے۔ (۲۵) یتامی۔ مساکین و غریب اور اہل علم میتے جہاں میں
ہنکو تعلیم و تربیت کیلئے دارالعلوم عزیز نہیں بھجو میں بھیجیں۔ تاکہ بُری محبت کے اثر سے بچکار اسلام
کے خدام میں نہیں۔ (۲۶) اپنے بچوں کو دینی تعلیم کے لئے کم از کم چار رسال سیلے دارالعلوم
عزیز نہیں بھجو میں بھیجیں۔ چار رسال میں محوی قابلیت کے طالب علم کو کافی استعداد حاصل ہوئی
ہے۔ امامان مسجد کو بھیجو کریں۔ کرو خود تعلیم حاصل کریں۔ اور اپنے بچوں کو چار رسالہ انصاب
کی تکمیل کیلئے بھجو میں بھیجیں (۲۷) اہل قلم حضرات رسالہ کی قلمی احامت سے دینی فرمائیں۔ اور دینی
حضرات کا فرض ہے۔ کتابیں اپنے پاس نہیں کرتے بلکہ خدا نے حرب الانتصار کیلئے وقف فرمائیں تاکہ یہ صدور جایی
کا کام میں لیکیں جن جن کتب کی ضرورت ہے۔ وہ بذریعہ استفسار معلوم کریں (۲۸)۔ اپنے علاقوں میں
غیر مذکور کی تبلیغی جگہ و دیگر کوائف سے مطلع فرمائو، اور اگر ضرورت ہو۔ تو حرب الانتصار کے
میانیں طلب فرمائیں۔ ملبوس کے انعقاد کا تنظام فرمائیں (۲۹)۔ اگر آپ تبلیغ کر سکتے ہیں۔ تو شعبہ
تبلیغ حرب الانتصار میں پناہ نام درج کریں۔ **العرض**

ناظم حرب الانتصار۔ بھیرہ پنجاب

باقہ کام خود احمد اندھر۔ بہتر و بیشتر، جمع بونکر دفتر رسالہ رسول اسلام عزیز سے شائی